قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

بدھ 27 مئی 2020ء 4 شوال 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:127

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾
(النور:56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

خلافت علیٰ منہاج نبوت

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اُس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اُسے بھی اُٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپ(ﷺ) خاموش ہو گئے۔ (مشکوٰۃ المصابیح،کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن)

فرمان خلیفہ وقت

خلیفہ خدا خود بناتا ہے

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا جسے خدا یہ کرتا پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اُس سے اُتار سکے یا چھین سکے وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے۔اُسے اُٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائیدونصرت ہرحال میں اُس کے شامل حال رکھتا ہے اور اُس کے دل میں اپنی جماعت کا دَرد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اُس دَرد کو اپنے دَرد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اُس کا دَرد رکھنے والا اُس کے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا اُس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔‘‘ (الفضل 30 مئی 2003ء)

’’یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اُسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اُسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قدرت ثانیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

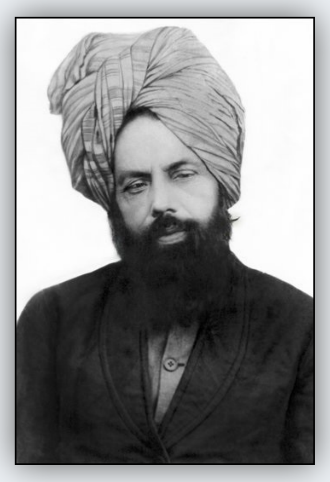

’’سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘ (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305،306)

اس شمارہ میں

● (اداریہ) خلافت کی ضرورت،اہمیت اور برکات
● خلیفہ خدا بناتا ہےاور اطاعتِ خلافت
● خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کیلئے قربانیاں
● تمام برکتیں خلافت کے دَم سے ہیں
● خلافت احمدیہ دائمی خلافت ہے
● مقامِ خلافت کی عظمت و اہمیت
● اطاعتِ خلافت اور اس کی برکات
● وصیت کا نظام خلافت سے تعلق

آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

پوشیدہ تجھ سے کوئی ہمارا نہیں ہے راز
سینے بھرے ہیں سوز سے دل ہیں بہت گداز
رحمت کی آس میں ہوئے دستِ دعا دراز
اِک نظرِ التفات سے مولا ہمیں نواز

آئے ہیں در پہ چاک گریباں کئے ہوئے
سینوں میں ایک حشر بپا ، لب سیئے ہوئے
ہر آن ہے پیپٹ میں اپنی لئے ہوئے
افکار کی تپش ہمیں احساس کا گداز

کٹ جائے گی کبھی نہ کبھی رات ہی تو ہے
اِک عارضی یہ تلخیٔ حالات ہی تو ہے
تیرے سوا ہے کون تری ذات ہی تو ہے
مشکل کشا مجیبِ دعا ربّ کارساز

خدمت میں پیش کرتے ہیں صبر و رضا کے پھول
اہلِ وفا کی ساری خطاؤں کو جائیں بھول
جیسی بھی جس طرح کی بھی ہیں کیجئے قبول
میری دعائیں میری عبادت مری نماز

پھیلائے جھولیاں ترے در پہ ہیں آئے آج
بندے ہیں ہم تو تیرے ہی رکھ لے ہماری لاج
تیرے ہی پاس ہے مرے ہر کرب کا علاج
چارہ گری کا کوئی کرشمہ اے چارہ ساز

کیسا تفکرات کا پھیلا ہے سلسلہ
پیش آگیا ہے راہ میں اک اور مرحلہ
ربّ کریم شانِ کریمی کا واسطہ
پہلی سی ڈال پھر وہی اِک نگہ دلنواز

جاؤں کہاں کہ میرا تو ہے ایک ہی خدا
تُو ہی طبیب و چارہ گر و مالکِ شفاء
ہونٹوں پہ میرے آج تو ہے بس یہی دعا
آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

صاحبزادی امۃ القدوس

اداریہ

خلافت کی ضرورت، اہمیت اور برکات

خلافت کی ضرورت اور اہمیت امت مُسلمہ میں مسلّمہ رہی ہے ۔ فرمایا : میرے بعد خلافت آئے گی ۔پھر بادشاہت ۔ پھر ایذاء رساں بادشاہت ہو گی پھر خلافت علیٰ منہاج النبوہ قائم ہو گی ۔ اس پیشگوئی کے مطابق خلافتِ راشدہ کے بعد سلطنتِ عباسیہ اور عثمانیہ کے اَدوار آئے۔ گو یہ بادشاہت تھی مگر خلافتِ عباسیہ خلافتِ عثمانیہ کہلاتی رہیں۔

خلافتِ عثمانیہ اپنے آخری دَور میں جب بہت کمزور ہو گئی۔ظلم و بر بریّت کے حوالے سے عروج پر تھی اور ڈانواں ڈول تھی تو تب بھی مسلمان یہ سمجھتے رہے کہ آخر خلافت تو ہے اور اس کو قائم رکھنے کے لئے کوششیں ہوئیں ۔ علی برادران کی تحریک اس میں سر فہرست ہے ۔ جناب محمد علی جوہر اور جناب شوکت علی گوہر کی کوششوں سے بھی یہ خلافت قائم نہ رہ سکی تو مولانا ابو الکلام آزاد نے جو علی برادران تحریک کا حصہ تھے الگ طور پر خلافت کے احیاء کے لئے کوششیں کیں اور بعد میں پورے عالم میں بالخصوص ایشیا مشرق وسطیٰ میں خلافت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس کے احیاء کے لئے 18 کے قریب تحریکوں نے جنم لیا ۔ کانفرنسیں ہوئیں ۔ مجلسیں منعقد ہوئیں ۔ ان میں پاکستان اور پاکستان میں لاہور پیش پیش رہا ۔ جہاں حزب التحریر، ڈاکٹر اسرار، چوہدری رحمت علی جیسی تحریکیں کام کر رہی تھیں ۔

اُمّت جس تکلیف دہ دَور سے گزر رہی ہے۔ ہر طرف قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، مار کٹائی کا بازار گرم ہے ، ڈاکوؤں کا راج ہے اور مسلمانوں کا خوں بہت ارزاں ہو چکا ہے۔ ان سب حالات کو دیکھ کر خلافت کی اہمیت اور ضرورت زیادہ اُجاگر ہو کر سامنے آئی اور امت کا دَرد رکھنے والوں نے اس بات کو تسلیم کیا ۔

- تنسیخ خلافت کی سزا افتراق اور انتشار کی صورت میں اُمّت بھگت رہی ہے ۔ (عبد الماجد دریا آبادی)
- خلافت سے محرومی کا جرمانہ مسلمان مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔ (سید ابو الحسن ندوی)
- خلافت کی ضرورت
- اُمّت بے امام ہوئی تو بگڑتی چلی گئی۔ (چوہدری رحمت علی)
- گھر کی طرح جماعت کا بھی ایک سربراہ اور امیر ہونا چاہئے۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)
- جس طرح روح کے بغیر جسم نہیں اُسی طرح خلافت کے بغیر زندہ اُمّت کا تصور نہیں۔(سید عتیق الرحمٰن گیلانی۔ایڈیٹر ضربِ حق کراچی)
- بیمار قوم ، بغرض علاج ایمبولینس میں بیٹھی ہسپتال کی طرف جا رہی ہے اور ایمبولینس سڑک کے کنارے خراب کھڑی کسی کلینک کی منتظر ہے۔ (آفتاب اقبال۔ تجزیہ نگار)
- مال گاڑی کے ڈبوں کا انجن ہوتا ہے۔ اُسی طرح انسانی قافلے کے لئے بھی ایک انجن کی ضرورت ہے ۔(الجمیعۃ دہلی)
- نمازِ استسقاء کی طرح مسلمانوں کو نمازِ قیادت و امانت بھی ادا کرنی چاہئے۔ (نوائے وقت)
- ہم بِکھیرٔ ہیں، ہم زندہ ہجوم ہیں مگر جماعت نہیں ان جیسے عناوین پر تو مضمون آئے دن اخبارات میں آتے رہتے ہیں جن سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ اُمّت کو خلیفہ کی ضرورت ہے ۔ خلافت اب وقت کی ضرورت ہے ۔ اسی لئے تو وہ اجلاس منعقد کرتے ہیں ۔ کانفرنسیں بلاتے ہیں ۔ بینر اور وال چاکنگ کرتے ہیں بلکہ اب تو انٹر نیٹ کو اس کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہےاور کہا جانے لگا ہے کہ
- ہماری مشکلات کا حل خلافت میں ہے ۔
- دعوتِ الیٰ اللہ اور اقامتِ صلوٰۃ خلافت کے بغیر ممکن نہیں۔

جہاں تک خلافت کی برکات کا تعلق ہے تو اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ۔ قادیان میں ایک شخص کی آواز کو دبادینے کا دعویٰ لے کر اٹھنے والے، قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر مینارۃ المسیح کی اینٹوں کو دریائے بیاس میں بہا دینے کا نعرہ لگانے والے کہاں ہیں جبکہ وہ ایک آواز اب 30 کروڑ آوازوں میں تبدیل ہو چکی ہے ۔ 60 کروڑ آنکھیں اس ایک وجود کے آگے ادب کے ساتھ جھکی ہوئی ہیں۔ نچھاور ہونے کو تیار ہیں ۔ جس کا مظاہرہ ہم آئے دن MTA پر دیکھتے ہیں ۔اب تو اسلامی دُنیا کے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بھی لکھنے پر مجبور ہیں۔

’’ہم مسلمانوں کی بد بختی ہے کہ ابو جہل ہم میں زندہ ہو گیا ۔ مگر بلال حبشی زندہ نہیں ہوا۔ ابن ملجم ہم میں زندہ ہو گیا مگر عمر فاروق زندہ نہیں ہوا ۔ یزید ہم میں زندہ ہو گیا مگر حسین ہم میں زندہ نہیں ہوا۔ ہم میں خدا وندوں کے بندے بہت ہیں ،ہم میں حق کے دُشمن بہت ہیں اور ہم میں ظلم کے دوست بہت ہیں ۔‘‘ (الفضل قادیان، 27ستمبر 1920ء)

لیکن ہم ببانگ دُہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس خلافت کی بدولت ہم میں بلال حبشی جیسی قربانیاں کرنے والے وجودموجود ہیں ۔ ہاں ہاں ہم میں عمر فاروق جیسی اطاعت اور فدائیت اور اخلاص کا جذبہ رکھنے والے موجود ہیں اور حسین جیسے اپنی جانوں کا نذرانہ دینے والے موجود رہے اور اب بھی شہادت کا درجہ پانے کی تمنّا رکھتے ہیں۔صحابہؓ جیسی فدائیت ، وابستگیٔ خلافت کی خاطر ہماری جدّو جہد کو اور خلافت کی بدولت جماعت کی ترقی کو اَغیار بھی اب سراہتے ہیں۔ضرورت خلافت کا اظہار اب بھی کر رہے ہیں کہ

- جہاد خلافت کے بغیر ممکن نہیں ۔
- صرف خلافت کے ذریعہ ہی تم فتح حاصل کرو گے۔
- دُعائیں بہت مگر نا منظور آخر کیوں۔

یہ لوگ تو خلافت کی تمنا لئے بیٹھے ہیں اور اس کے احیاء کے لئے کوششیں کر رہے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ خلافت مطالبہ پر نہیں ملا کرتی بلکہ یہ خدا کی دین (Gift) ہے۔ اُس کی عنایت ہے ۔اُس کی ایک نعمت ہے وہ جس کو چاہتا ہے اس نعمت سے نوازتا ہے ۔ہم وہ خوش نصیب ہیں جن کو پیشگوئی کے مطابق خلافت ملی ۔الحمد للہ علی ذالک

(ابو سعید)

میں
خدا کی ایک مجسم قدرت
ہوں اور میرے بعد بعض
اور وجود ہوں گے جو دوسری
قدرت کا مظہر ہوں گے۔
(حضرت مسیح موعود)

خلیفہ خدا بناتا ہے اور اطاعتِ خلافت

خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

جنابِ الٰہی کا انتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے اُس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی وہ جِدھر منہ اُٹھاتا ہے اُدھر ہی اُس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل ،شفا ،نور اور رحمت دکھلاتا ہے۔ (خطبات نور، صفحہ 56)

یہ خدا ہی کا دستِ قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے۔ اُن پر مشکلات آتی ہیں مگر خدا بدلہ دیتا ہے۔ اُن لوگوں میں تعظیم لِاَمۡرِ اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں کمالات ہوتے ہیں۔ خدا کی کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اُن کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے۔ (خطبات نور،صفحہ 175، 176)

نیز فرمایا کہ۔چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں۔عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قُوی قوّی ہیں۔کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔اِس لئے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کردیا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کا م ہے۔(حقائق الفرقان، جلد 3 صفحہ 225)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

پس اے مؤمنوں کی جماعت اوراے عملِ صالح کرنے والو ! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہے گی، خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا...... تم ہروقت ان دُعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرتِ ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تاکہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے......پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاؤں میں مشغول رہو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دُنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر ومنصور رہو گے۔

(انوارالعلوم ،جلد15صفحہ593)

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گزار رکھے اور تمہارے ذریعہ احمدیہ خلافت قیامت تک محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت ہوتی رہے اور تم اور تمہاری نسلیں قیامت تک اس کا جھنڈا اُونچا رکھیں اور کبھی بھی وہ وقت نہ آئے کہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں تمہارا یا تمہاری نسلوں کا حصہ نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے تمہارا اور تمہاری نسلوں کا اس میں حصہ ہو اور جس طرح پہلے زمانہ میں خلافت کے دُشمن ناکام ہوتے چلے آئے ہیں تم بھی جلد ہی سالوں میں نہیں بلکہ مہینوں میں ان کو ناکام ہوتا دیکھ لو ۔

(خطاب بیان فرمودہ 21اکتوبر1956ء۔بحوالہ الفضل 24اپریل1957ء)

کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُو گردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا دَرد رکھنے والا،تمہاری محبت رکھنے والا،تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا،تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنے والا،تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے مگر اُن کے لئے نہیں ہے۔تمہارا اُسے فکر ہے،دَرد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن اُن کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ (انوارالعلوم، جلد2 صفحہ 158)

خلافت کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اُس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیاجائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملاہے۔ (خطبات محمود،جلد17صفحہ74)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلفائے راشدین مجدّدین اور اولیائے اُمّت اپنے لئے اتنی دُعائیں نہ کرتے تھے جتنی دُعائیں اُنہوں نے اُمّتِ مسلمہ کے لئے کیں اور اب جماعت احمدیہ کے خلفاء بھی اپنے لئے اتنی دُعائیں نہیں کرتے (یا نہیں کرتے رہے) جتنی دُعائیں وہ احمدی بھائیوں کے لئے کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں اور اس اُمید اور یقین سے دُعا کرتے اور کرتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اُن دُعاؤں کے نتیجہ میں مومنوں کے دِلوں میں تسکین پیدا کرے گا۔

(خطباتِ ناصر ،جلد 1صفحہ165)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمّت کے لئے جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہے بہت سی دُعائیں کی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کا ایک لمبا سلسلہ جاری کیا ہے جو قیامت تک ممتد ہے اور وہ رسول کی نیابت میں ان لوگوں کے لئے دُعائیں کرتے ہیں اور اُن کے غموں کو دُور کرنے کے لئے دُعا اور تدبیر کرتے ہیں اور اُن کی خوشیوں میں وہ شریک ہوتے ہیں اور ہر وقت وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ خدا کے یہ پاک بندے روحانیت کی سیر میں کسی ایک مقام پر کھڑے نہ رہ جائیں بلکہ آگے ہی آگے وہ بڑھتے چلے جائیں۔

(خطباتِ ناصر، جلد2صفحہ 144)

میں جو عاجز بندہ ہوں اور اپنے اندر کوئی خوبی نہیں پاتا لیکن اِس کرسی کی عظمت پہچانتا ہوں جس پر اِس ذرّہ حقیر کو خدا نے اپنی حکمتِ کاملہ سے بٹھایا ہے ۔اِس عظیم ذمہ داری کو نبھانا آسان کام نہیں نہ کسی انسان کے بس میں ہے ۔ ہر لمحہ اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کی نصرت ساتھ نہ دے تو خلافت کی ذمہ داری نہیں نبھائی جاسکتی۔آپ دُعائیں کرتے رہا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے اِس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق عطا کرے تا کہ دُنیا میں جو اسلام کے غلبہ کی ایک مہم جاری ہوئی ہے وہ بھی تکمیل کی منازل طے کرتی ہوئی جلد تر اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ جائے اور آپ کا اپنا بھی یہ فائدہ ہے کیونکہ اِس خلافت...کو آپ کے خوف اورخطر کو اور پریشانیوں کو دُور کرنے کا ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے۔

(خطبات ناصر، جلد1صفحہ344)

درحقیقت خلیفہ کسی دُنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا اُس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتاہے۔ اُس کے ذریعہ آسمانی مقصد اورآسمانی سکیم کی دُنیا میں نمائندگی ہوتی ہے ... مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اِس دُنیا میں نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی درحقیقت خلافت اسلام کی اُن برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی موعود دوبارہ دُنیا میں لائے تھے۔

(خطبات ناصر،جلد3صفحہ98)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

ہر خلیفہ کے وقت میں جو اس زمانے کے حالات ہیں اُن کے متعلق جو خلیفہ وقت کی نصیحت ہے وہ لازماً دوسری نصیحتوں سے زیادہ مؤثر ہو گی۔اس تعلق کی بناء پر بھی اور اس وجہ سے بھی کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داری اس کے سپرد کی ہوتی ہے خود اس کے نتیجہ میں اس کو روشنی عطا کرتا ہے۔ (خطباتِ طاہر ،جلد 10صفحہ 894)

فرمایا: خدا تعالیٰ کا خلافت سے ایک تعلق ہے اور علوم کی روح سے اللہ تعالیٰ خلفاء کو آگاہ کرتا ہے اور جماعت کی زمانے کے لحاظ سے ضروریات سے خلفاء کو متنبہ کرتا ہے۔ خلفاء کی نظر ساری عالمی ضروریات پر ہوتی ہے اور جن علوم کی تفسیر کی ضرورت پڑے، جیسی روشنی خدا تعالیٰ خود اپنے خلفاء کو عطا فرماتا ہے ویسی ایک علم میں خواہ کسی مقام کا رکھنے والا عالم ہو اس کو اپنے کسبی طور پہ نصیب نہیں ہو سکتی۔یہ وھبت ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس میں کوئی کوشش یا جدّ و جہد کا دخل نہیں ، نہ حقداری کا دعویٰ ہے بلکہ اللہ کواپنے دین کی ضرورتوں کا بہترین علم ہے اور جن کے سپرد وہ کام کرتا ہے اُن پر وہ ضرورتیں روشن فرماتا ہے۔

(خطباتِ طاہر ،جلد7 صفحہ 109،110)

میرا ساری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی ہدایت پر اگر آپ اخلاص کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دیں گے خواہ آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے تو آپ کے کاموں میں غیر معمولی برکت پڑے گی اور اگر آپ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے بھلائیں گے تو پھر آپ کے کاموں میں سے برکت اُٹھ جائے گی۔ (خطباتِ طاہر ،جلد6 صفحہ 733)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آج جماعتِ احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے،جو پیشگوئی فرمائی ہے،جس کا اعلان زمانے کے امام کے ذریعہ سے کروایا وہ ہرآن اور ہر لمحہ ایک نئی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ چاہے وہ خلافتِ اولیٰ کا دَور تھا جس میں بیرونی مخالفتوں کے علاوہ اندرونی فتنوں نے بھی سر اُٹھانا شروع کردیاتھا ۔یا خلافتِ ثانیہ کا دَور تھا جس میں انتخابِ خلافت سے لے کر تقریباًآخر تک جو خلافتِ ثانیہ کا زمانہ تھا ،مختلف فتنے اندرونی طورپر بھی اُٹھتے رہے۔جماعت کا ایک حصہ علیحدہ بھی ہوا۔پھر بیرونی مخالفتوں نے بھی شدید حملوں کی صورت اختیار کر لی لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رکے ۔پھر خلافتِ ثالثہ میں بھی بیرونی حملوں کی شدت اور بعض اندرونی فتنوں نے سر اُٹھایا لیکن جماعت ترقی کرتی چلی گئی اور جماعت کو خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی بڑھاتی رہی۔پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو دُشمن نے ایسا بھرپور وار کیا کہ اُس کے خیال میں اُس نے جماعت کو ختم کرنے کے لئے ایسا پکا ہاتھ ڈالا تھا کہ اُس سے بچنا نا ممکن تھا،کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔لیکن پھر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے الفاظ اپنی شان کے ساتھ پورے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور ظاہر کرے گا اور وہ ہوئی اور اُس زبردست قدرت نے اُن مخالفین کی خاک اُڑادی۔پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔اس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کر لی۔کمزور اور نہتے احمدیوں پر ظالمانہ حملے کر کے خون کی ایسی ظالمانہ ہولی کھیلی گئی جنہیں دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہ انسانوں کا کام ہے یا جانوروں سے بھی بدتر کسی مخلوق کا کام ہے۔پھر اندرونی طور پر جماعت کے ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق پیدا کرنے کی بھی بعض جگہ کوششیں ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ،اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کی زبردست قدرت اس کا مقابلہ کرتی رہی اور کر رہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہے ۔میں تو ایک کمزور نا کارہ انسان ہوں ، میری کوئی حیثیت نہیں لیکن خلافتِ احمدیہ کو اُس خدا کی تائید و نصرت حاصل ہے جو قادروتوانا اور سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ27مئی 2011ء)

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔(خطبہ جمعہ فرمودہ21مئی2004ء)

مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت

خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کیلئے قربانیاں

حضرت مرزاشریف احمدؓ کا حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کے لئے قربانیوں کا مختصر ذکر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دادا جان حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ کا دسمبر 1939ء میں ایک تاریخی مکتوب جو اخبار الحکم قادیان کے جوبلی نمبر صفحہ 54 کی زینت ہوا۔

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی محترمی شیخ صاحب ! السلام علیکم

آپ الحکم کا جوبلی نمبر نکال رہے ہیں ۔میری بھی خواہش تھی کہ میں اس میں چند سطور لکھ کر شامل ہوں گا مگر گزشتہ دنوں کام کی نوعیت اس قسم کی رہی کہ باوجود خواہش کے میں اس میں حصّہ نہیں لے سکا ۔

میرا ارادہ بیان کرنے کا یہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا طرزِ عمل حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات سے قبل اور اس کے بعد کیا رہا اور واقعات سے اس بات کو ظاہر کرنا تھا کہ اس موقع پر جبکہ مخالفینِ خلافت نے ہرایسے طریق کو خلافت کے خاتمہ کے لئے استعمال کیا جو نہ صرف دیانت اور تقویٰ کے خلاف تھا بلکہ ادنیٰ اخلاق سے بھی گرا ہوا تھا۔

اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ نے مخالفین کی خفیہ کارروائیوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہوئے اور اس خطرے کو اچھے طور پر محسوس کرتے ہوئے کہ منکرین اس وقت خلافت کو جڑ سے اُکھیڑنا چاہتے ہیں۔ صرف دُعااور خشیت اللہ سے اُن کا مقابلہ کیا۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس بات کا گواہ ہوں کہ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایت اوراثر کے ماتحت ہمارے تمام خاندان نے خلافت کو خداتعالیٰ کی امانت جانتے ہوئے اس کے قیام کے لئے صرف خداتعالیٰ کی خُوشنودی کے حصول کے لئے کوشش کی اور حضور کے دل میں کسی وقت میں اور کسی رنگ میں بھی خودغرضی اور ذاتی مفادکا خیال پیدا نہیں ہوا۔وَاللّٰہُ عَلیٰ مَا أَقُوْلُ شَھِیْد۔

میں اس جگہ ایک بات لکھ دینا ضروری خیال کرتاہوں۔ ہم جمعہ کی نماز کے بعد واپس آرہے تھے اور میں اُس وقت اُس گلی سے گزر رہا تھا جو دفتر ڈاک سے تحریک جدید کے دفترکے پاس سے ہوتی ہوئی چوک میں آتی ہے ۔اُس وقت میں نے ایک شخص سے سنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہو گئے ہیں ۔اس فقرہ کو سنکر میرا پہلا جذبہ ایک گھبراہٹ کا جذبہ تھا اور میں چند قدم باہر آنے کے لئے دوڑا مگر اچانک رُک گیا اور اسی گلی میں کھڑے ہو کر میں نے جو دُعا کی ۔وہ یہ تھی کہ اے خدا ! خلیفۃ المسیح وفات پا گئے ہیں۔اب تو جماعت کو فتنہ اور شقاق سے بچائیو۔

اس دُعا کے بعد میں آگے بڑھا ۔خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے فتنہ سے بچا لیا اور جو لوگ فتنہ پیدا کرنے والے تھے وہ خود اس میں ایسے بہے کہ مرکز سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔

میرا یہ واقعہ بیان کرنے سے صرف مقصد یہ ہے کہ ہماری طبائع نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اقوال اور افعال سے جو اثر لیا وہ یہ تھا کہ ہمارے دِلوں میں صرف ایک ہی تڑپ تھی کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ اپنی صحیح تعلیم پر قائم رہے اور یہ جذبہ اپنےانتہائی کمال تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی میں اُسوقت موجود تھا اور ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خلافت کے لئے اس لئے ہی چنا ہو کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اتّحاد ملت کی جو تڑپ اس وقت آپ کے دِل میں تھی وہ کسی اور فرد میں موجود نہ تھی ۔

خاکسار

مرزا شریف احمد

1901ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پیارے محسن خدا کو مخاطب کرکے عرض کیاتھا۔

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اِک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنجتن جن پر بناء ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی!
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے 1899ء میں اپنے موعود و مبشر خاندان کی نسبت واضح لفظوں میں بتا دیا تھا کہ ’’چونکہ خداتعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت ِاسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا ۔اس لئے اُس نے کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس میں سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی وادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہو گی اس کانام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب،روحانی خزائن جلد 15صفحہ275)

آیت استخلاف میں تمکنتِ دین کو نظامِ خلافت سے وابستہ کیا گیا ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلافتِ احمدیہ کے عالمگیر نظام کی نصرت و استحکام میں مسیح محمدی کے مبارک خاندان کو ہمیشہ نمایاں خدمات بجا لانے کی نمایاں توفیق ملتی رہے گی۔

’’ہے یہ تقدیر خداوندکی تقدیروں سے‘‘

حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اوّلؓ کی وصیّت

حضرت مولانا محمد علی صاحب بانی احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا انکشاف

’’اپنی پہلی بیماری میں یعنی 1911ء میں جو وصیّت آپ (یعنی خلیفہ اوّلؓ نے۔ ناقل) نے لکھوائی تھی اور بند کرکے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہو اہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا ۔‘‘

(حقیقت اختلاف،صفحہ 69شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور۔طبع اوّل)

حضرت خواجہ کمال الدین بانی ووکنگ مشن کاعہد

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے خواجہ کمال الدین صاحب سے 1909ء میں دوبارہ بیعت لی تھی جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواجہ صاحب رقمطراز ہیں ۔

’’جب میں نے بیعت ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا بھی حکم مانوں گا۔‘‘

(اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب صفحہ 70ناشر احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور دسمبر 1914ء)

وصال سے قبل حضرت خلیفہ اوّلؓ کی پیشگوئی

اخبار ’’پیغام صلح‘‘ لاہور نے24فروری 1914ء کے صفحہ 4پر حسبِ ذیل نوٹ اشاعت پذیر ہوا ۔ ’’اخبار قادیان و ڈائری حضرت خلیفۃ المسیح 21فروری 1914ء کل بعد دوپہر تولیہ بھگو کر حضرت صاحب کا بدن صاف کیا گیا شام کے قریب دَردپسلی شروع ہو گیا بہت تکلیف ہوئی مگر رات کو آرام رہا ۔صبح پھر خفیف ساہوا۔ لیکن طبیعت اچھی رہی فرمایا: خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔‘‘

ختم نبّوت کی بدولت اُمّت میں دریائے نبوت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال (13مارچ1914ء) سے ٹھیک 1ماہ قبل غیرمبائعین کے قدیم آرگن ’’پیغامِ صلح‘‘ نے 12فروری 1914ء کی اشاعت میں حسب ذیل نظم شائع کی ۔

کیا ختم رسالت نے کمال اپنا دکھایا
اُمّت میں ہے دریائے نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملنے سے ہوئے خیرِ اُمم ہم
کیا حرج ہے اُمّت میں نبی بن کے گر آیا
مومن کے لئے کوئی بشارت ہے تو اس سے
اُمّت میں اگر کوئی کرامت ہے تو اس سے
اس فیض کے وارث ہی تو اللہ کے ولی ہیں
اور ختمِ رسالت کی صداقت ہے تو اس سے
قرآن کی اطاعت کا نتیجہ بھی یہی ہے
ہاں قربِ الٰہی کا وسیلہ بھی یہی ہے
اس راز کو ہے ختمِ نبوت نے ہی کھولا
اسلام کی برکت کا ذریعہ بھی یہی ہے

جمیل احمد بٹ

تمام برکتیں خلافت کے دَم سے ہیں

خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور اپنے دامن میں ہزار برکات لئے ہوئے ہے۔ برکت نعمت کی زیادتی اور کثرت کو کہتے ہیں۔خلافت کے ذریعہ مومنوں پر ہونے والے الٰہی افضال بکثرت ہوتے ہیں اس لئے انہیں برکات شمار کیا جا تا ہے۔ ایسی دس برکات کا ذکر کیا جا تا ہے۔

تمکنت دین

خلافت کی اس برکت کا قرآن کریم کی آیتِ استخلاف میں ان الفاظ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمۡ دِیۡنَهُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَهُمۡ(نور:56) ترجمہ: اور اُن کے لئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ضرورتمکنت عطا کرے گا۔ دین کی تمکنت، اس کے قیام، پھیلاؤ، ترقی اور غلبہ پر محیط ہے۔

خلافت سے وابستہ ترقی

قانون طبعی کی روسے عمریں محدود ہیں اورنبی کی وفات کے وقت اس کا لگایا ہوا پودا ابھی ابتدائی مرحلے میں ہوتا ہے اور اس کا نشوونما پانا اور ایک مضبوط درخت بننا خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

’’جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کردیتا ہے لیکن پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20ص304)

نبیوں والی جماعتوں کی ترقی خلافت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا۔ ’’سوائے امام کے ترقی نہیں ہوسکتی ....

(خطبات نور، صفحہ نمبر622)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کاارشاد ہے۔

اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی کے ذریعہ ترقی کرے گا۔ (درس القرآن ،صفحہ نمبر72 مطبوعہ 1921ء)

طاقتوں کا ارتکاز

حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ میں ایک اور وجہ یہ ہے کہ ’’خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اُس کی جماعت میں ظاہر ہورہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے۔‘‘ (تفسیر کبیر ،جلد ششم ص 320)

مرکزیت

اس ترقی میں یہ بات بھی ممد ہے کہ خلیفۂ وقت ایک مرکزی، بااختیار اور مطاع وجود ہوتا ہے جو ملک ملک پھیلی ہوئی جماعتوں کی ایک مرکزی پروگرام کے مطابق رہنمائی کرتا ہے جس سے تمام جماعت ایک ہی سمت میں رواں رہتی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جب خلافت علیٰ منہاج النبوت کا دوبارہ قیام ہوا تو دُنیانے تمکنتِ دین کے نظارے دیکھے۔ خلافتِ اُولیٰ میں واعظین کی تقرری اور ملک سے باہر انگلستان میں پہلے مشن کے قیام سے ترقی اور پھیلاؤ کے جس سفر کا آغاز ہوا وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ دین کو وہ حیرت انگیز تمکنت نصیب ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے جس کے چند پہلو یہ ہیں۔

210سے زائد ممالک میں جماعت کا باقاعدہ قیام، ایک ہزار سے زائد مبلغین ، سات سو سے زائد مشن ہاؤسز اور1ہزارسے زائد مساجد کا مصروف عمل ہونا ،70 سے زائد زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت اور 80کے قریب جماعتی اخبار و رسائل کا اجراء، عالمی بیعتوں کے ذریعہ کروڑہاافراد کی جماعت میں شمولیت، تبلیغ دین کے لئے مالی قربانیوں کا اربوں روپوں تک پہنچنا اور مسلم ٹیلی ویژن احمد یہ MTA کے معجزہ کا ظاہر ہونا جواَب چوبیس گھنٹے پورے گلوب پر مختلف زبانوں میں دین حق کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہے۔

رُعب

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ دوسروں پر رُعب عطا فرماتا ہے۔ یہ رُعب جماعت کو بھی حاصل ہے اور کئی ملکوں میں اس کے اجتماعات میں وہاں کے اعلیٰ حُکام خوشی سے شرکت کرتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ان ملکوں کے دَورہ پر جاتے ہیں تو اُنہیں شایان شان پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے ایوانوں،US کانگریس، برٹش پارلیمنٹ اور یورپی یونین کی پارلیمنٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اس رُعب کا ایک اور درخشاں رُخ ہیں۔

غرضیکہ جماعت ہر جہت میں برق رفتاری سے اپنے کامل غلبہ کی الٰہی تقدیر کی طرف گامزن ہے اور وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 ص 27)

حالت خوف کا امن سے بدلا جانا

خلافت کی دوسری برکت آیت استخلاف میں ان الفاظ میں مذکور ہے۔وَلَیُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا۔ (نور :56)ترجمہ: اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

الٰہی جماعتوں پر خوف کی حالت دُشمنوں کی کوششوں کے علاوہ نبی یا خلیفہ کی وفات پر بھی آتی ہے۔ نبی کی وفات کے وقت جماعت اپنی ابتدائی کمزوری کی حالت میں ہوتی ہے اُس وقت دُشمن زور سے حملہ آور ہوتا ہے اور مومن جماعت کے مستقبل کے حوالے سے خوف کا شکار ہوجاتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعودؑنے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پید اہوجا تا ہے اور دُشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّدمیں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 ص 304)

بعد میں خلفاء کی وفات پر گو جماعت کی حالت پہلے سے بہتر ہو چکی ہوتی ہے تا ہم مفوضہ کام کا بڑا حصہ ابھی ناتمام ہوتا ہے اور قائد کی جدائی مومنین کو اسی طرح فکر مند کرتی ہے اور مستقبل کے اندیشے گھیر لیتے ہیں ۔ ان اندرونی خوفوں کے علاوہ دُشمن بار بار اور بعض دفعہ منافق بھی ایسے مواقع پیدا کرتے رہتے ہیں جو جماعت کے لئے خوف کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں خلافت کی یہ برکت بیان فرماتا ہے کہ ایسے سب خوف امن میں بدل جاتے ہیں۔

اسی بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیاپر ایک زلزلہ آجاتا ہے...... مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے۔‘‘(ملفوظات، جلد پنجم ص524)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات بھی ایک بڑاسانحہ تھا جس نے تمام افراد جماعت کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ دوسری طرف مخالف بھی بڑھ چڑھ کر بدگوئیاں کرنے اور جماعت کے خاتمہ کے خواب دیکھنے لگے۔ یہ سب خوف خلافت کے قیام کے ساتھ امن میں بدل گئے ۔ یہ تجربہ ہر خلیفہ کی وفات اور نئے خلیفہ کے انتخاب پر دُہرایا گیا۔ افراد جماعت خلفاء سے جو گہری دلی محبت رکھتے ہیں اس کے نتیجہ میں اُن میں سے ہر ایک کی جدائی نے اُنہیں بے حال کیا اور ہر بار نئے انتخاب نے اُن کی داد رسی کی اور وہ اس کیفیت سے باہرنکل آئے۔

جماعت کی تاریخ میں اندرونی طورپرانکارِخلافت اور منافقین کے فتنوں نے بھی کئی بارسراُٹھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دَور میں خلافت یا انجمن کا سوال اُٹھایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ابتدائی دَور خلافت میں تو منکرین خلافت نے ایک علیحدہ گروہ بنا کر محاذ کھول دیا۔ پھر مصری ،مستری، وہاب ومنان مختلف ناموں تلے منافق جماعت کے اتّحاد کے دَرپے ہوئے لیکن خلیفہ راشد نے ان تمام شرارتوں کی پوری کامیابی سے سرکُوبی کی اور ہر ابتلاءسے جماعت کو نکال لائے۔

بیرونی طور پر بھی دُشمن بار بار حملہ آور ہوا۔ 1933ء، 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں دُشمن نے حکومت کی طاقت کے ساتھ انتہائی خوفناک حملے کئے۔ یہ پوری جماعت پرمشکل وقت تھے اور بظاہراُن سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی لیکن خدا کی بات پوری ہوئی اور خلفائے راشدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ جماعت کی بہترین رہنمائی فرمائی اور ہر بار خوف امن سے بدلتا رہا۔

تلاوت آیات اورنشان نمائی

قرآن کریم نے انبیاء کی بعثت کی ایک غرض مومنوں کے لئے تلاوت آیات یعنی نشان نمائی بتائی ہے۔ خلافت چونکہ نبوت کی ظلّ ہے اس لئے وہ بھی اس صفت سے متصف ہوتی ہے۔ پھر چونکہ خلفاء اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے وہ ان کی تائید ونصرت فرماتا ہے اور خلفاء ایک خاص تائیدِ الٰہی کے موردواعجازی خدائی قدرت کا مظہر ہوجاتے ہیں ۔ یہی امرنشانات الٰہی کے ظہور کا باعث ہوتا ہے اور خلفاء کے ہاتھ پرایسے تابندہ اور درخشندہ نشان ظاہر ہوتے ہیں جو بدیہی طور پر اپنے اندر معجزانہ شان رکھتے ہیں۔

ایک زندہ خدا کی ہرآن تجلی اپنے اندر یہ برکت بھی سموئے ہوئے ہوتی ہے کہ یہ نشان نمائی مومنوں کے ایمان میں درستگی، تقویت مضبوطی اور ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس سے اُن کے اَزدیاد ایمان کا سامان ہوتا ہے اور روحانی میدان میں اُن کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ دوسری طرف یہ نشان دُشمنوں کے لئے رُعب کا باعث ہوتے ہیں اور اُن کے بہت سے بدارادوں میں رکاوٹ۔ جماعتی اور انفرادی زندگیوں میں مسلسل ظاہر ہونے والی اس برکت پر ہراحمدی گواہ ہے۔

تعلیم شریعت

خلافت کی برکت سے اعلیٰ طور پر شریعت کی تعلیم ، ترویج اور تنفیذ جاری رہتی ہے۔ نئے لوگ شامل ہوتے ہیں اور جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ پُرانوں کو بھی یاددہانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خلفاء ان سب ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے رُوح پرور خطبات، خطابات اورتحریرات کے ذریعہ مومنوں کی انفرادی زندگی اور جماعت کے اجتماعی ماحول میں نفاذ شریعت کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور بار بار جماعت کو ان اہم شرعی احکامات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں جن پرعمل وقت کی ضرورت اور تقاضا ہوتا ہے۔قرآنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے جماعت میں تعلیم القرآن کا اہتمام اور نئے مومنین کے لئے اُن کی زبان میں قرآن کریم کے تراجم کی فراہمی اسی عمل کا حصہ ہیں۔ غرضیکہ علم دین کی ترویج اوررُشد اور ہدایت کی تعلیم خلافت کی ایک اہم برکت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓنے اس برکت کا یوں ذکر فرمایا ہے ۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق اُمورکو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

(الفضل 4ستمبر 1937ء۔بحوالہ خطبات محمود جلد 18صفحہ 367)

درسِ حکمت

احکامات کی حکمت کا درس عمل کو آسان اور شریعت کے نفاذ کو سہل کرتا ہے۔ خلافت کا زمانہ چونکہ نبی کے زمانہ کے بعد ہوتا ہے۔ اس بُعد کے سبب بہت سے نئے سوال اُٹھتے ہیں۔ نئے آنے والے بھی تعلیم اور احکامات کی باریکیاں جاننا چاہتے ہیں ۔ پھر حالات زمانہ میں تبدیلی کے باعث بہت سی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو شرعی احکامات پر عمل درآمد کو بظاہر مشکل بناتی ہیں ۔خلفاء اپنے خداداد علم و عرفان اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کے ساتھ ان مسائل کو حل کرتے ہیں اور ان سب سوالات کے شافی جواب دیتے ہیں۔ خلفاء کے ذریعہ درس قرآن محفل عرفان سوال و جواب کی مجلسیں، روح پرور خطبات، اہم مواقع پر خطابات اور تحریرات سب اسی درسِ حکمت کے ذرائع ہیں پھر جماعت میں اُن ذرائع کا پھیلایا جانا اور ہر سطح پر عالمی مجالس کا انعقاد بھی اس پیغام کو عام کرنے کا ذریعہ ہیں۔ غرضیکہ درسِ حکمت کے ان سب امکانات تک رسائی خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

تزکیہ کا سامان

نبی افراد کو پاک کرنے اور ان کو جلا بخشنے اور بندوں کو خدا سے قریب کرنے کے لئے آتے ہیں ۔ ان کی غرض عام لوگوں کو اچھا انسان اور اچھے انسانوں کو خدا شناس، خداترس اور بالآخرخدانما وجود بنانا ہوتا ہے ۔ خلافت بھی اسی غرض سے ہے۔ مومنوں کی تربیت، تزکیہ اور خدا سے اُن کے تعلق کو مضبوط کر نا خلفاء کا مقصود رہتا ہے اور وہ جماعت کی روحانی ترقی اور تربیت کے سب ظاہری سامان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی اپنی شبانہ دُعاؤں سے مدد بھی بہم پہنچاتے ہیں۔خلفاءضرورت کے مطابق مطلوب اعمالِ صالحہ کی طرف جماعت کی رہنمائی کرتے ہیں اور تربیت و اصلاح کے لئے نظام جماعت کو بھی متحرک کرتے ہیں۔ جواس امر کی نگرانی کرتا ہے کہ افراداِن ارشادات کے مطابق اعمالِ صالحہ کو بجالائیں اور جن باتوں سے روکا گیا ہے اُن سے مجتنب رہیں۔ حصولِ تزکیہ کے لئے خلفاء کی رہنمائی اور نیکیوں کی تحریک اور بدی سے روکنے کا متحرک نظام جماعت خلافت کی برکات میں سے ایک ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

انبیاء اورخلفاءاللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں لوگوں کے مد ہوتے ہیں ۔ جیسے کمزور آدی پہاڑ کی چڑھائی .... سہارا لے کر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاءلوگوں کے لئے .... وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

(الفضل11ستمبر1937ء ۔ بحوالہ خطبات محمود جلد18صفحہ403)

تزکیہ کے ایک مفہوم میں دُنیوی ترقی بھی شامل ہے ۔ خلافت کی برکت سے جماعت کی اپنی دُنیوی ترقی کے لئے بھی رہنمائی میسر رہتی ہے اور اس راہ میں مشکلات کے حل بھی دستیاب رہتے ہیں ۔ اب جماعت خلیفہ وقت کی رہنمائی میں اس امر کے لئے کوشاں ہے کہ کوئی انٹر سے پہلے تعلیم نہ چھوڑے۔ اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرنے والوں کو خلیفہ وقت انعام سے سرفراز فرماتے ہیں اور یوں اُن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور مزید آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہدایت کہ کوئی بیکارنہ رہے اور ملازمتوں کے بجائے کاروبار کی طرف توجہ کی جائے اسی سمت میں ہے۔ تزکیۂ نفس تک رسائی کرانا خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

قربانیوں کی راہ

انسانی زندگی کا مقصد روحانیت میں ترقی اور خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ روحانی زندگی میں یہ جلا قربانیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر دین کو اپنی زندگیوں میں جاری و ساری کرنے اور اُسے تمام دُنیا میں پھیلانے کا بڑا کام بڑی قربانیاں چاہتا ہے۔ جان کی یکدم قربانی بھی اور سختیاں برداشت کر کے اس کی مسلسل قربانی بھی، اوقات کی قربانی بھی اور بعض معاشروں میں تیسرےدرجے کا شہری ہوکر عزتوں کی قربانی بھی ۔ غرض ہرقسم کی قربانی مطلوب ہے اور وہ بھی نسل درنسل۔ افراد کا قربانیوں کے لئے تیار ہونا اور پھر قربانیاں کرتے چلے جانا خلافت کے دم سے ہے۔ خلیفہ وقت حالات کے مطابق جماعت کے سامنے جان و مال اور وقت کی قربانیوں کی نئی نئی اسکیمیں رکھتے ہیں اور تمام افراد کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق ان میں حصہ لیں اور اپنے وقت اور مال اور جان اللہ کی راہ میں قربان کریں۔ مسلسل قربانیوں کا یہ سلسلہ جہاں مجموعی طور پر جماعت کی ترقی میں ممد و معاون ہے وہیں افراد کی زندگیوں میں بھی مثبت تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اُنہیں خدا کا کامل عبد بننے میں مدد دیتا ہے۔ قربانیوں کے ان مواقع کا ملتے چلے جانا خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

اتّحاد و اتفاق

خلافت کے ذریعہ تمام افراد ایک وجود کے گرد جمع رہتے ہیں اور تمام ہدایات اور رہنمائی اُس سے پاتے ہیں ۔ خلیفہ کی بات کے مقابلہ میں کوئی دوسری بات اور خلیفہ کے وجود کے سامنے کوئی دوسرا وجود اُن کے لئے بےحقیقت ہوتا ہے۔ سارا نظام خلیفہ وقت کے اشارے پر متحرک رہتا ہے اور اُن اہداف کے لئے کام کرتا ہے جوخاندان کے لئے مقررکرتا ہے۔ یہ مرکزیت پوری جماعت کو ایک محور کے گرد رکھ کر اُسے متحد اور یکجان رکھتی ہے۔ خلیفہ وقت اُنہیں ایک لڑی میں پروئے رکھتا ہے اور اُن کا نگران ہوتا ہے۔ یہ وحدت قومی خلافت کے ذریعہ ہی پیدا ہوسکتی ہے اور اس کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہوسکتی۔ یہ حبل اللہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس بارے میں ارشاد ہے۔

تم اس حبل اللہ کومضبوط پکڑلو یہ بھی خداہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے پس اسے مضبوط پکڑے رہو۔

(بدر قادیان، یکم فروری 1912ء)

خلافت کے ذریعہ باہم اتّحاد و اتفاق اس لئے بھی پیدا ہوتا ہے کہ تمام افراد جماعت خلیفہ وقت سے محبت کے تار میں بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور خلیفہ وقت پوری جماعت کا محبوب ہوتا ہے اور محبت کا یہ رشتہ پوری جماعت کو متحد اور یکجان رکھتا ہے۔جب تک اس میں اتحاد نہ ہو تو کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ اس اتّحاد واتفاق کی جان خلافت ہے۔ خلافت راشدہ دَور اول میں جب خلافت کی برکت سے وحدت پیدا ہوئی تو مسلمانوں نے تیزی سے ترقی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چار دانگ عالم میں پھیل گئے۔ لیکن جب خلافت نہ رہی تو اتفاق بھی جاتا رہااور ایسا انتشار پیدا ہوا کہ دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع نہ ہو سکے۔ اس عدم اتفاق نے آج دُنیائے اسلام کی جو عبرت ناک حالت کی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پس اتحاد واتفاق خلافت کی ایک بہت عظیم برکت ہے۔

سایۂ محبت

اللہ کے نبی مومنوں پر شفقت کا بازو پھیلائے رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں نرم دل بناتا ہے اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرتا ہے۔ اُن کے بعد خلفاء بھی اسی راہ پر ہوتے ہیں ۔ وہ نرمی سے متّصف کئے جاتے ہیں ۔ اُن کی مخلوق سے محبت، خوش دلی ، سادگی، عاجزی اور ہمدردی افراد جماعت کو ان کا گرویدہ بنائے رکھتی ہے ۔ ہرفرد خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق کے لئے کوشاں رہتا ہے ۔خطوط کا تبادلہ ہوتا ہے سب ہر معاملہ میں رہنمائی کے لئے اور ضرورت پر دُعا کے لئے درخواست گزار ہوتے ہیں ۔ اُن کے دل خلیفہ راشد کی محبت سے دھڑکتے ہیں اُن کی نگاہیں خلیفہ وقت کے چہرے کو دیکھتے سیر نہیں ہوتیں۔ اُن کے کان خلیفہ وقت کی آواز پر لگے رہتے ہیں۔

دوسری طرف خلیفہ وقت بھی افراد جماعت سے محبت کرتے ہیں اور یوں تعلق رکھتے ہیں جیسے ایک باپ کا اپنے بچوں کے ساتھ۔اس محبت کا بڑا ہی خوبصورت اظہار حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا ہے تمہارے لئے ایک شخص تمہارا دَرد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے۔ تمہارا اُسے فکر ہے، دَرد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتاہے۔

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد2ص 56)

غرضیکہ خلیفہ کا وجود جماعت کے سر پر ایک گھنے ، ٹھنڈے اور آرام دہ سایہ کی طرح ہوتا ہے جس کے تلے تمام افراد سُکھ، چین اور سکون سے زندگی گزارتے ہیں یہ سایۂ محبت خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

قبولیتِ دُعا

خلفاء اللہ تعالیٰ کے چنیدہ افراد ہوتے ہیں جب وہ گریہ و زاری کے ساتھ شبانہ روز دُعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن دُعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور فرشتے اس سلسلہ اسباب کی فراہمی کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں جواُن نتائج کے لئے مطلوب ہوتے ہیں جوخلیفہ وقت کی دُعاؤں میں چاہے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے۔

’’اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دُعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اُس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔‘‘

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2ص 47)

قبولیت دُعا کی نعمت مزید برکات کا باعث بنتی ہے۔ جماعتی ترقی کی تمام تحریکیں بڑھ چڑھ کر کامیاب ہوتی ہیں اور جماعت کا قدم ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہتا ہے۔ مخالفین کی فتنہ انگیزیاں ناکام ونامراد رہتی ہیں اور جماعت مجموعی طور پر محفوظ و مامون رہتی ہے۔ افراد جماعت جب اپنی ذاتی ضرورتوں اور مسائل کے حل کے لئے خلیفہ وقت سے درخواست گزار ہوتے ہیں اور خلفاء اُن کے حق میں دُعا کرتے ہیں تو یہ ساری ضرورتیں پوری ہوتی جاتی ہیں اور سب مسئلے حل ہوجاتے ہیں اور سب افراد شادکام رہتے ہیں۔خلافت کی عظیم برکت ہراحمدی کی زندگی میں بار بار ہونے والا تجربہ ہے اور سب اس پر گواہ ہیں۔

تمام برکتیں خلافت سے ہیں

خلافت نبوّت کا تتمّہ ہے اور وہ تمام برکات جونبوت سے خاص ہیں خلافت کے دَور میں بھی جاری رہتی ہیں۔ سب خلفاء کی روحانی نہریں اسی چشمۂ صافی سے زندگی لیتی ہیں جو برکات کا اصل سَوتا ہے یعنی حضرت مصطفی ﷺ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔

گوجسدِعنصری کے ساتھ آپ دُنیا میں موجودنہیں تھے مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں محمدرسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے۔عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول ﷺ موجود تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے۔ علی رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے۔

(تفسیر کبیر،جلد نہم ص 88)

اسی لئے خلافت نورِنبوت کو پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وضاحت میں فرمایا۔ ’’اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اس نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوت ہے اور اس کے بعد اس دُنیا میں پھیلانے اور اُسے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہے گویا نبوت ایک پانی ہے جو اُس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ریفلیکٹر ہے جو اُس کے نورکو دُور تک پھیلاتا ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر ،جلد ششم ص 338)

یوں یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام برکتیں ہی خلافت کے دَم سے ہیں۔ ایسی چند برکات کا اُوپر ذکر ہوا لیکن یہ ایک سیلِ رواں ہے۔حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فرمان اس بات کو خوب سمیٹتا ہے۔

’’اے دوستو ! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اُس کی تاثیرکو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دُنیاکو متمتع کرو تا خداتعالیٰ تم پررحم کرے اور تم کو اِس دُنیا میں اُونچا کرے اور اُس جہاں میں بھی اُونچا کرے۔‘‘

(الفضل30مئی 1959ء)

اللہ کرے کہ ہم سب اور ہمارے اہل خانہ خلیفہ وقت سے مضبوط ذاتی تعلق رکھنے والے ہوں تا خلافت کی ان سب برکات سے پورا فائدہ اُٹھا کر دین و دُنیا کی فلاح پائیں ۔ آمین

حضرتِ مسرور کے ہمراہ رہتا ہے خدا

غیر ممکن ہے کریں بارش کے قطروں کو شمار
آسماں کے تاروں اور مٹی کے ذروں کو شمار

ہیں جماعت پر خدا کے فضل اس سے بھی سوا
ہم پہ رب کی رحمتوں کا مستقل در ہے کھلا

وہ جو آنحضرتؐ نے دی تھی اِک مسیحا کی خبر
جس کی خاطر دیکھتے تھے راہ سب اہلِ نظر

قادیاں دارالاماں سے اک جرَیُ اللہ اُٹھا
اس مسیح و مہدی نے اسلام کا اِحیا کیا

پھر کیا قرآن کی دائم شریعت کا قیام
احمدیت میں ہوا جاری خلافت کا نظام

سربراہ اسلام کا ہے اب خلیفہ پانچواں
برق رفتاری سے شاہراہِ ترقی پر رواں

کارناموں کی ہمہ جہتی سے روشن تر ہوا
حضرتِ مسرور کے ہمراہ رہتا ہے خدا

ہو رہا ہے آج مغرب سے طلوعِ آفتاب
ہر طرف ہے امن کی دعوت سے برپا انقلاب

مجلسیں بین المذاہب ہو رہی ہیں جابجا
اُونچے ایوانوں میں گونجا ہے پیامِ مصطفیٰؐ

امن کے سمپوزیم ہیں امن کے انعام ہیں
بےغرض خدمتیں سب انسانیت کے نام ہیں

مقتدر لوگوں کو خط لکھے ہدایت کے لئے
دردمند دل سے بنی نوع کی محبت کے لئے

اپنے آقا کی یہ خواہش پوری کرتا ہے غلام
دوسروں سے جا کے انگریزی میں کرتا ہے کلام

شش جہت میں امن کا اب ایک ہی پیغام ہے
پانچوں براعظموں میں یہ صلائے عام ہے

اپنے خالق کی طرف آؤ ملے گی عافیت
ایک حل ہے سب مسائل کا فقط وحدانیت

کیا سیاست داں دے پائے ہیں انساں کو اماں
ایٹمی ٹکراؤ کی جانب ہے سب دُنیا رواں

اس تباہی سے بچا سکتا ہے وہ قادر خدا
جس نے ہے اسلام کا سچا صحیح رستہ دیا

رُعب سے نصرت ملی اتنی کہ سب پر چھا گئے
آپ کے افکار سارے میڈیا پر آ گئے

جس طرف دیکھیں ہے تازہ ولولہ ہر سو رواں
اب تو گھر گھر میں پہنچتی ہے صدائے قادیاں

افتتاح ہے اور مساجد کی کہیں بنیاد ہے
ہر خدا کا گھر خدا کے ذکر سے آباد ہے

مشرقی کا گھر سرائے گیسٹ ہاؤس ہسپتال
ہر طرف پھیلا دیا ہے کالج سکولوں کا جال

اب پریس اپنے ہیں چھپتی ہیں کتابیں بے شمار
ساری دُنیا کھا رہی ہے باغِ احمد کے ثمار

ہر صورتِ ابلاغ ہے اب خادمِ دینِ متیں
بٹ رہے ہیں خوب روحانی خزائن بالیقیں

سات دن چوبیس گھنٹے ساری دُنیا کو پیام
خوب پھل لایا ہے ایم ٹی اے کا بابرکت نظام

اک نئی دُنیا بنادی عربی چینل کھول کر
ہو رہی ہے خوب ہی تبلیغ عربی بول کر

کرتے ہیں تلقین ہر لحہ دُعا کرتے رہیں
عرش کے پائے ہلادیں فضل و رحمت مانگ لیں

وہ زمیں جس پر گرا ہے احمدی لوگوں کا خوں
اس کی خاطر بھی دُعا کرتے ہیں باصبر و سکوں

ہر گھڑی ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہیں
ہر قدم ہم نیکیوں میں آگے بڑھاتے رہیں

جو بھی اس آغوش میں آئے گا راحت پائے گا
یہ خدا کے ہاتھ کا پودا ہے بڑھتا جائے گا

کر عطا ہر خیر آقا کو اِلٰہ العالمیں
اپنے فضلوں سے بچا ہر شر سے ربِّ عالمیں

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

سَر رکھ دو خلافت کی چوکھٹ پہ

طُیورِ چمن گاتے یہ صحنِ خِلافت میں
نفرت کو بدل دیں گے خوشبوئے محبت میں

پرواز کریں گے پَر افلاک سے بھی اُونچی
وُسعت ہے بہت پنہاں اِس عشق کی طاقت میں

یہ عہد کیا ہم نے رکھیں گے سدا اُونچا
اِسلام کے پرچم کو خُلفاء کی اِمامت میں

رَکھ جذبہ جنوں زندہ اے احمدی ! تُو اپنا
ہے کام یہی آتا اِس دشتِ محبت میں

مسرور کیا جس نے مسرور ہے نام اُس کا
دُکھ درد کے ماروں کو اِس وقتِ خرابت میں

دِل میں بھی اُجالا ہے اور رات بھی ہے روشن
یہ کون درخشاں ہے مہتاب کی صورت میں

تِشنہ ہیں روحیں جن کی سیراب ہوئیں آ کر
مَے خانہ کھلا رہتا یہ عہدِ خلافت میں

مغرب ہو کہ مشرق ہو دُوری ہو یا نزدیکی
وہ چاند نکل آتا اب خلوت و جلوت میں

بیٹھے گا جو اَب آکر اِس کشتیٔ نوح میں وہ
بچ جائے گا بچنے سے طوفان کی شدّت میں

سَر رکھ دو خلافت کی چوکھٹ پہ یہ حکمت ہے
پھولو گے پھلو گے تم برکت ہے اِطاعت میں

مانا ہے تجھے اپنا اور تیری خِلافت کو
اے مولا ! ہمیں رکھنا تم اپنی حفاظت میں

عبدالجلیل عباد ۔ جرمنی

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ. اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ. اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ.

(ابوداؤد۔کتاب الادب)

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے بدن اور میری سماعت کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! میری آنکھ کی بھی خود حفاظت فرما، تیرے سوا کوئی معبود نہیں''

یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت وسلامتی کی جامع دعا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صبح و شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے سنا ہے۔ آجکل کے حالات میں یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہیئے۔

قدیہ محمود سردار

انصر رضا۔کینیڈا

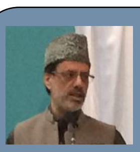

خلافت احمدیہ دائمی خلافت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوم خلافت 27 مئی 2005ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے خلافت احمدیہ کے متعلق پھیلائی جانے والی بعض غلط فہمیوں کا ذکر فرمایا تھا اور اس جھوٹے پراپیگنڈے کو بے بنیاد ثابت کرتے ہوئے یہ پُرشوکت اعلان فرمایا تھا کہ قرآن و حدیث اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے خلافت احمدیہ دائمی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیامت تک قائم رہے گی۔ اس سلسلے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''الوصیت'' اور ''شہادۃ القرآن'' سے ایک ایک اقتباس پیش فرمایا۔ منکرین خلافت نے جو مختلف حیلوں بہانوں سے خلافت اور خلفاء احمدیت پر اعتراضات کرکے خود کو جھوٹی تسلّیاں دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا خطبہ پر بھی اعتراضات کا ایک طومار کھڑا کردیا اور اپنی ویب سائٹ پر ایک طویل مضمون لکھ کر حضور انور کے مؤقف کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ان کے نامکمل حوالوں اور سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کی گئی باتوں اور بے بنیاد اعتراضات کا ذرا گہرائی میں جاکر مطالعہ کیا جائے تو فوراً ان کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ان کا اصل اعتراض ان کے بقول یہ تھا کہ خلافت کے دائمی ہونے کے بارے میں مرزا مسرور احمد صاحب نے'' شہادۃ القرآن'' کا جو حوالہ پیش کیا ہے وہ ان کی خلافت کے دائمی ہونے کے متعلق نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی اس خلافت کے دائمی ہونے کے بارے میں ہے جو مجدّدین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں ظاہر ہوئی۔یہ دھوکہ محض خلافت کی دشمنی میں ہے ۔ اگر قرآن وحدیث، تاریخ مذاہب اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کے متعلق تحریرات کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اصل دوام اللہ تعالیٰ کے وعدہ خلافت کو ہے قطع نظر اس کے کہ کون کس کا خلیفہ ہے۔ یہ دائمی وعدہ خلافت ، جیسا کہ سورۂ نور میں مذکور ہے جس کی تفصیل آگے چل کر ان شاء اللہ بیان کی جائے گی، ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ مشروط ہے ۔ تاریخ مذاہب سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ انعام قوموں کو کسی انجمن یا ادارے کے ذریعے نہیں بلکہ اس قوم کے منتخب افراد کے ذریعے عطا کیا جاتا ہے اگرچہ پوری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے اُن سب کو انعام خلافت کا مورد ٹھہرایا جاتا ہے ۔یہ قرآنی محاورہ صرف خلافت کے لئے ہی نہیں بلکہ نبوّت کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بارِ نبوّت ایک منتخب فرد پر ہی ڈالا جاتا ہے نہ کہ چند افراد پر مشتمل کسی انجمن یا ادارہ کو مجموعی طور پر نبی بنادیا جاتا ہے۔

ذیل میں مسئلہ خلافت کی وضاحت اور منکرین خلافت کے اعتراضات اور خلافت کے متعلق پھیلائی گئی اُن کی غلط فہمیوں کوقرآن و حدیث، تاریخ مذاہب اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں چند ذیلی عنوان بنا کررد ّ کیا گیا ہے۔ مثلًا

- کیا خلافت کی مختلف اقسام ہیں؟
- سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلافت کے متعلق نظریہ کیا ہے؟
- خلیفہ ایک شخص ہوتا ہے یا کوئی انجمن اور ادارہ؟

کیا خلافت کی مختلف اقسام ہیں؟

خلیفہ کے لغوی معنی جانشین یا نائب کے ہیں ۔ اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو کسی دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں یا اس کی وفات کے بعد اس کے کام کو اسی طرح سے اور اسی نہج پرآگے بڑھائے جس طرح وہ شخص اگر خود موجود ہوتا یا زندہ ہوتا تو آگے بڑھاتا۔ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔ فرق صرف یہ ہے کہ کبھی یہ خلافت اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کی گئی ہے، کبھی انسانوں کے لئےاور انسانوں میں سے کبھی انبیاءکے لئے اور کبھی غیر انبیاء کے لئے بیان کی جاتی ہے۔حدیث میں سفر کی ایک دُعا سکھائی گئی ہے جس میں ہم گھر سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے اہل و عیا ل پر اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔انسانوں میں اوّلین طور پر انبیاء علیہم السلام کو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفے بنایا گیا۔اس کے بعد بعض انبیاء بھی دوسرے انبیاءکے خلیفہ بنے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور ان کے بعد بے شمار انبیائےبنی اسرائیل خلافت کے مقام پر فائز کئے گئے۔ بعض غیر نبی بھی انبیاء کے خلفاءرہے ہیں جس طرح خلفائے راشدین آنحضرت ﷺ کے خلیفہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کے بعد جس میں ظاہری و روحانی دونوں خلافتیں جمع تھیں، آنحضرت ﷺ کی روحانی خلافت شروع ہوئی اور مجدّدین آنحضرت ﷺ کے روحانی خلیفہ بنے۔آخری زمانہ کیلئے مسیح موعود اور امام مہدی کو آنحضرت ﷺ نے اپنا خلیفہ قرار دیا جو نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ خلیفۃ اللہ بھی ہیں اور اس اُمّت کے لئے خاتم الخلفاء بھی ہیں ۔یعنی اب کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو آپؑ میں سے ہے اور آپؑ کے عہد پر قائم ہے۔ آپؑ نے اپنے بعد ایک دائمی قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کے قیام کی بشارت دی۔ چنانچہ یہ ایک ہی طرح کی خلافت ہے جو مسلسل اور دائمی ہے اورآدم علیہ السلام سے لے کر اب تک چلی آرہی ہے ۔سورۂ نور کی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ (جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا) فرما کر پہلے اور بعد میں آنے والوں کی خلافت کو ایک جیسا قرار دیا ہے۔ اس الٰہی اعلان کے بعد خلافت میں فرق کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں؟ اس ابتدائی تعارف کے بعدان مندرجہ بالانکات کی تفصیل میں پیش کی جاتی ہے۔

اللہ ہمارا خلیفہ

مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں درج ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی ایک دُعا بیان کی گئی ہے جو نبی اکرم ﷺ سفر پر جاتے ہوئے پڑھا کرتے تھے اور اُمّت کو بھی سکھائی۔ اس دُعا میں سفر پر جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سفر میں اپنا ساتھی اور اپنے گھر والوں پر خلیفہ ہونے کی دُعا مانگی جاتی ہے۔ اس دُعا کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالۡخَلِیۡفَةُ فِی اَھۡلِی۔ اے اللہ! سفر میں ہمارا ساتھی ہو اور ہمارے گھر والوں کا نگران رہنا۔

انبیاء خلیفۃ اللہ

جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلے میں صراحت کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً یعنی میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ (البقرہ:31) اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ (ص:27) اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں امام مہدیؑ کو بھی خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ کوئی معمولی فرد اور محض ایک اُمّتی نہیں بلکہ زمرۂ انبیاء میں شامل ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا فَاِذَا رَاَیۡتُمُوۡہُ فَبَایِعُوۡہُ وَلَوۡ حَبۡوًا عَلَی الثَّلۡجِ فَاِنَّہٗ خَلِیۡفَةُ اللّٰہِ الۡمَھۡدِیُّ ۔جب تم اُسے دیکھو تو اُس کی بیعت کرنا ۔چاہے تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل بھی گھسٹ کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔ (ابن ماجہ ،ظہور مہدی کا بیان جلد2ص527)

ایک نبی دوسرے نبی کا خلیفہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو خلیفہ مقرر کرنے کے علاوہ انبیاء بھی ایک دوسرے کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ سیناء پر جاتے ہوئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا وَقَالَ مُوۡسٰی لِاَخِیۡہِ ھٰرُوۡنَ اخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ (الاعراف:143)اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری قائم مقامی کر۔بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا کہ ایک نبی دوسرے نبی کا خلیفہ ہوا کرتا تھا۔ بالفاظ دیگر حضرت ہارون علیہ السلام کے ذریعے شروع ہونے والی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خلافت بنی اسرائیل میں اس طرح جاری رہی کہ تمام خلفاء انبیاء ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کَانَتۡ بَنُوۡاِسۡرَائِیۡلَ تَسُوۡسُھُمُ الۡاَنۡبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ بنی اسرائیل کے انبیاء اُن کی سیاست بھی کیا کرتے تھے ۔ جب بھی اُن کا کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا خلیفہ بھی ایک نبی ہوتا(بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل جلد2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت

جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا، خلیفہ کے لغوی معنی جانشین یا نائب کے ہیں اور اس لفظ کا استعمال مختلف سیاق و سباق میں کیا گیا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اس لفظ کو ان تمام سیاق و سباق میں استعمال فرمایا ہے۔حضور نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ خلافت کا وعدہ اُمّت مُسلمہ کے لئے دائمی طور پر کیا گیا ہے اور یہ خیال رکھنا غلط ہے کہ اس اُمّت میں خلافت صرف تیس برس تک یعنی صرف خلافت راشدہ کے دَور تک رہی ہے۔ آپؑ نے خود کوایک نبی کی طرح بطور خلیفۃ اللہ بھی پیش فرمایا اورسابقہ مجدّدین کی طرح خود کو آنحضرت ﷺ کے ایسے روحانی خلیفہ کے طور پر بھی پیش کیاجو اس اُمّت کے لئے خاتم الخلفاء اور آخر الخلفاء ہے جس کے بعد کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو اُن کے عہد پر ہے اور اُن میں سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اس روحانی خلافت کے تسلسل میں اور خلافت راشدہ کی مثال بیان فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت میں قدرت ثانیہ کے ظہوریعنی دائمی نظام خلافت کے قیام کی بشارت بھی دی جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوّت ہوگی۔حضورؑ کے یہ تمام دعاوی اور پیشگوئیاں حضورؑ کی تحریرات کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ

میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ،روحانی خزائن جلد18 ص210)

اسلامی خلافت صرف تیس برس تک نہیں تھی

خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دَور ختم ہوگیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس اُمّت پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلاسکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔ افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبّر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول

کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی عِلّت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہوجائے تو ہوجائے کچھ پروانہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجُز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوارِ رسالت اور کمالاتِ نبوّت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہوچکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سنت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اس 30 برس کے عرصہ تک آنحضرت ﷺ کی عمر کو ہی بڑھا دیتا۔ اس حساب سے 30 برس کے ختم ہونے تک آنحضرت ﷺ کُل 93 برس کی عمر تک پہنچتے اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقرر عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اس قانون قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔ پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس اُمّت کے 30 برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی اُمّت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس اُمّت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم وکریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافتِ ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔ وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ (الانبیاء:106) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پُکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6ص353)

قدرت ثانیہ ،خلافت راشدہ کے وقت کی طرح کا معجزہ

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہےاور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیااور یقین کرلیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑجاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پَیر جمادیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہوگئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جُدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تِتر بِتّر ہوگئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہوگیا۔

خلافت احمدیہ دائمی ہے

اب یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس اُمّت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کرلیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرن اوّل تک محدود رکھا جائے۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6ص353)

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔

(رسالہ الوصیت،روحانی خزائن جلد20 ص305)

مسیح موعودؑ کے خلفاء

بعض احادیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود اور دجّال معہود بعض مشرقی ملکوں یعنی ہندوستان میں ظاہر ہونگے۔ پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کریں گے۔ چنانچہ یہ معنی ہیں اس قول کے جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ منارہ دمشق کے پاس نازل ہوں گے کیونکہ نزیل دوسرے ملک سے آنے والے مسافر کو کہتے ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ ،روحانی خزائن جلد7 ص225)

حمامۃ البشریٰ کا یہ حوالہ واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں اپنے خلفاء کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی ہے اور ان میں سے ایک کے دمشق کی طرف سفر کی خبر بھی دی ہے۔اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نے اپنا جانشین کسی انجمن کو نہیں ٹھہرایابلکہ جماعت میں سے منتخب افراد کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ بطور خلیفہ حضورؑ کے جانشین ہونگے اور ان میں سے ایک فرد بطور خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں دمشق کا سفر کرے گا، گویا اس کا جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانا سمجھا جائے گا۔ یہ پیشگوئی نہایت شان کے ساتھ پوری ہوئی اور نظام خلافت کے قیام کے بعد جماعت احمدیہ کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلافت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد دمشق کے سفر پر تشریف لے گئے۔فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الاولیاء

وَاِنِّیۡ عَلٰی مَقَامِ الۡخَتۡمِ مِنَ الۡوِلَایَۃِ۔ کَمَا کَانَ سَیِّدِی الۡمُصۡطَفٰی عَلٰی مَقَامِ الۡخَتۡمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔ وَاِنَّہٗ خَاتَمُ الۡاَنۡبِیَاءِ وَاَنَا خَاتَمُ الۡاَوۡلِیَاءِ۔ لَا وَلِیَّ بَعۡدِیۡ۔ اِلَّا الَّذِیۡ ھُوَمِنِّیۡ وَعَلٰی عَھۡدِیۡ۔ اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سیّد آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16ص69)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الخلفاء

وَاَنَّ الۡقُرۡاٰنَ یَشۡھَدُ اَنَّ خَاتَمَ خُلَفَاءِ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ رَجُلٌ مِّنَ الۡاُمَّۃِ اور واقعی قرآن نے گواہی دی ہے کہ اس اُمّت کا خاتم الخلفاء اس امت میں سے ہے۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 ص114)

"چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپؐ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپؐ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا کیونکہ جو آخری کام تھا وہ اس زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہوجائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی اُمّت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔"

(چشمہ معرفت ،روحانی خزائن جلد23ص90)

منکرین خلافت لفظ خاتم کا مطلب "آخری" لیتے ہیں۔ ان معنی کو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مندرجہ بالا اقتباس پر چسپاں کیا جائے تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری ولی ہیں۔یعنی جس طرح منکرین خلافت کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی طرح کا کوئی نبی نہیں آیگا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کوئی ولی بھی نہیں آنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ منکرین خلافت اپنے بزرگوں کو ولایت کے قدم پر تو ضرور سمجھتے ہیں اور انہیں کسی نہ کسی حد تک ولی تو سمجھتے ہی ہیں۔ لیکن خاتم کے معنی 'آخری' اختیار کرنے سے جہاں منکرین خلافت برکات نبوّت و خلافت سے محروم ہوئے وہاں برکات ولایت بھی ان کی دسترس سے باہر ہوجاتی ہیں۔ لیکن اگر خاتم کی وہ تشریح اختیار کی جائے جو جماعت احمدیہ سمجھتی ہے تو جہاں آنحضرت ﷺ کی اتباع میں ایک اُمّتی تابعی نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام حضورؑ کی اتّباع کے طفیل مقام خلافت پر بھی فائز کئے جاسکتے ہیں اورنہ صرف بفضل اللہ تعالیٰ فائز کئے جاتے ہیں بلکہ قیامت تک فائز کئے جاتے رہیں گے ان شاء اللہ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخر الخلفاء

وَلٰکِنَّا اُلۡجِئۡنَا بِنَصِّ الۡقُرۡاٰنِ اِلٰی اَنۡ نُّؤۡمِنَ بِخَلِیۡفَۃٍ مِّنَّا ھُوَاٰخِرُ الۡخُلَفَاءِ عَلٰی قَدَمِ عِیۡسٰی۔ "مگر ہم قرآن کی نصّ کی رو سے اس بات پر مجبور ہوگئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی اُمّت میں سے ہوگا اور وہ عیسیٰ کے قدم پر آئے گا۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 ص76)

"اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد22 ص 154)

مندرجہ بالا حوالوں میں حضورؑ نے خود کو آخر الخلفاء اور نبی اکرم ﷺ کا آخری خلیفہ قرار دیا ہے لیکن صرف اس اقتباس کو پکڑ کر بیٹھ جانا اور دوسری تحریرات پر غور نہ کرنا انسان کو گمراہی کی طرف دھکیل سکتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہاں آنحضرت ﷺ کی خلافت کے اختتام کا ذکر فرمارہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسری تحریرات میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوّت قائم ہونے کی خوشخبری بھی دے رہے ہیں ۔ حدیث کے مطابق اپنے بعد مختلف اَدوار کا ذکر فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے جب خلافت علیٰ منہاج النبوّت کا ذکر فرمایا تو پھر آپؐ خاموش ہوگئے اور اس کے بعد کچھ نہیں کہا۔ اس سے محدّثین یہ استنباط کرتے ہیں کہ یہ زمانہ آخری زمانہ ہے اور مسیح موعود

آنحضرت ﷺ کا آخری خلیفہ ہے۔ جماعت احمدیہ بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اُمّت کے لئے آخری امام اور خلیفہ ہیں اور اب نبی اکرم ﷺ کی خلافت ختم ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت شروع ہوچکی ہے۔خلفائے جماعت احمدیہ خود کورسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ قرار دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس اور متضاد عقیدہ اپناتے ہوئے منکرین خلافت کے نزدیک آئندہ صدیوں میں دیگر مجدّدین کا ظہور بھی ہوگا۔ اس بناء پر ان سے یہ دلچسپ سوال بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا آئندہ آنے والا مجدّد ان کے گروہ سے ہوگا یا اس کا ظہور ان مسلمانوں میں سے بھی ہوسکتا ہے جو ان منکرین خلافت کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اور اگر غیر احمدی مسلمانوں میں سے ظہور پذیر ہونے والے مجدّد نے بھی ان کو غیر مسلم قرار دے دیا تو کیا یہ اس مجدّد کو تسلیم کریں گے یا اس کا بھی انکار کردیں گے؟

شخصی خلافت یا انجمن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں خود کو قدرت اُولیٰ اور خلافت کو قدرت ثانیہ قرار دیا۔ جس طرح قدرت اُولیٰ کے مظہر افراد ہوتے ہیں نہ کہ کوئی انجمن یا ادارہ، اسی طرح قدرت ثانیہ کے مظہر بھی لازماً افراد ہی ہونے چاہئیں۔اس عقلی دلیل کی تائید میں تاریخی شہادتیں اورسابقہ انبیاء کی سنّت بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے ہوئے کسی انجمن کو نہیں بلکہ اپنے بھائی حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر گئے۔حضرت موسیٰؑ کی وفات پر یشوع جوآپؑ کےخلیفہ بنے اور پھر یکے بعد دیگرے انبیاء بطور خلیفہ بنی اسرائیل کی روحانی سربراہی کرتے رہے۔عہد نامہ جدید کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون پطرس کواپنا جانشین قرار دیا۔ آج بھی کیتھولک مسیحیوں کا روحانی سربراہ ''پوپ'' ایک فرد ہوتا ہے جو خود کو پطرس یعنی پیٹر کا جانشین قرار دیتا ہے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ غزوات پر جاتے وقت کسی انجمن کو نہیں بلکہ کسی نہ کسی صحابیؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرماتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں نے کسی انجمن کو نہیں بلکہ متفقہ طور پر اپنے میں سے ایک معزّز ترین فرد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا اور یہ سلسلہ اسی صورت میں جاری رہا۔ یہاں تک کہ سِکھوں میں بھی شخصی سربراہی قائم ہوئی اوریکے بعد دیگرے گرو صاحبان اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کرتے رہےتا آنکہ گرنتھ کو گرو کا درجہ دے دیا گیا ہے۔چنانچہ مذہب کی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملتا جب کسی مذہبی پیشوا کے انتقال کے بعد اس کا جانشین کسی فرد کی بجائے کسی انجمن یا ادارہ کو قرار دیا گیا ہو۔ قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات کی روشنی میں بفضل اللہ تعالیٰ یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلافت اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی نیابت وجانشینی کا نام ہے جو قوموں کو ایمان اور اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں بذریعہ افراد بطور انعام عطا کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کے نتیجہ میں اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے باعث بطور سزا چھین بھی لی جاتی ہے۔خلافت احمدیہ بھی اسی سلسلہ خلافت کی ایک کڑی ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اورحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خبر کے مطابق دائمی اور قیامت تک ہمارے ساتھ رہنے والی قدرت ثانیہ کے طور پرظہور ہواہے اورجس کے پانچویں مظہرسیدنا مرزا مسرور احمد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو اس عظیم الشان نعمت کی کما حقّہٗ قدر کرنے اور پورے اخلاص کے ساتھ اس سے وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سراپا دُعا ہے خلیفہ ہمارا

رہو زیر سایہ خلافت کے گر تم
خلافت سے پھوٹے محبت کا دھارا

خدایا خلافت ہے احسان تیرا
میں ممنون تیرا، میں جاں اُس پہ ہارا

اُٹھی قادیاں سے جو آوازِ حق تھی
ثریّا سے ایمان اُس نے اُتارا

ہے کامل ترین جس کا نورِ نبوّت
بنا ظِلّ اُسی کا یہ مہدی ہمارا

خلیفہ جسے ہم نے مہدی کا مانا
زمانے کا اُس بِن نہیں اب گزارا

بنے قدرتِ ثانیہ کا جو مظہر
سراپا دُعا ہے خلیفہ ہمارا

رجوعِ جہاں کے مشاہد ہو تم بھی
عداوت کو چھوڑو خدارا خدارا

محبت میں اس کی چلو ڈوب جائیں
جسے ربّ نے موعود مہدی پُکارا

جو مستی میں ڈوبے ہے اس مے کی یارو
نہ اُبھرے، نہ چاہے وہ پھر سے کنارا

عطا ہو خلافت سے نورِ فراست
اطاعت میں مفہوم مضمر ہے سارا

خلافت سے تم منسلک یوں ہی رہنا
خلافت کو تم ڈھال رکھنا خدارا

جو چمٹے خلافت کے دامن سے یارو
بنیں آسماں کا وہ روشن ستارا

یہ انصار، خدام، اطفال، لجنہ
خلافت نے عملوں کو اُن کے نکھارا

خلافت سے زندہ تعلق رہے گا
کبھی ہوگا جھوٹا نہ وعدہ ہمارا

یہ عزت، یہ دولت، نچھاور ہے جاں بھی
بچی آل باقی اُس کو بھی وارا

تعلق سدا یونہی بڑھتا رہے گا
کروں سب نچھاور جو تُو نے پُکارا

مرے خط کو کہتا، ہے دل وہ تو اپنا
میں قربان اُس پہ وہ آقا ہمارا

کروں میں عمل وہ، کہے جو خلافت
کروں نقش دل پر ترا ہر اشارا

رہو زیر سایہ خلافت کے گر تم
تو محمود قسمت کا چمکے ستارا

وسیم احمد محمود بٹ

مقامِ خلافت کی عظمت و اہمیت

ظہیر احمد طاہر۔ جرمنی

مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے انبیاء کے سلسلہ کا جاری ہونا اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر فرمایا ۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اُن کے فیوض وبرکات کی اشاعت وترویج کے لئے خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے ۔اسلامی تعلیم کی رُو سے خلافت ورثہ میں نہیں ملتی ۔ بلکہ یہ وہ عطائے ربّانی ہے جو حقیقی ایمان رکھنے والے اور صالح اعمال بجالانے والے مومنوں میں سے کسی کو ملتی ہے ۔یہ مقدس امانت نبی کی وفات کے بعد بظاہر انتخاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس وجود کے سپرد کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اِس کا سب سے زیادہ اہل ہوتا ہے ۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : تم میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا کیونکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی ایسی طویل رسّی ہیں جو اُسے تھام لے گا تو وہ ایک مضبوط اور کبھی نہ ٹوٹنے والے کڑے کو پکڑ لے گا۔

(ازالۃ الخفاء، ص 64۔بحوالہ ماہنامہ الفرقان جولائی 1958ء صفحہ 16)

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد مومنوں کے انتخاب سے منتخب ہونے والے خلفاء کو عروۂ وثقیٰ قرار دے کر یہ واضح فرمایا ہے کہ بظاہر مومنوں کے انتخاب سے منتخب ہونے والے خلفاء دراصل مشیتِ الٰہی کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور اُنہیں ہر آن الٰہی نصرت اور تائید حاصل ہوتی ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور دُعا اور مشورہ کے بعد جو بھی فیصلہ کرتے یا قدم اُٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو ساحلِ مراد تک پہنچاتا اور شیریں ثمرات سے مثمر فرماتا ہے ۔اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظِلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف واَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن ، روحانی خزائن جلد 6صفحہ 353)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں ۔ ’’خلافت کا نظام ایک نہایت ہی نادر اور عجیب و غریب نظام ہے جو اپنی روح میں تو جمہوریت کے قریب تر ہے مگر ظاہری صورت میں ڈکٹیٹر شپ سے زیادہ قریب ہے۔ مگر وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دُنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جُدا اور ممتاز کر دیتاہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتاہے۔ وہ نبی کی جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتاہے اور لوگوں کے لئے اُسے عملی نمونہ بنا پڑتاہے اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب السنہ) پس منصبِ خلافت کا یہ پہلو نہ صرف اُسے دوسرے تمام نظاموں سے ممتاز کردیتاہے بلکہ اس قسم کے روحانی نظام میں میعادی تقرر کا سوال ہی نہیں اُٹھ سکتا۔‘‘

(سلسلہ احمدیہ ،جلد اوّل صفحہ 302،303)

اطاعت کے لئے خلافت کی عظمت واہمیت کا جاننا بہت ضروری ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ملانے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے ۔ خلافت جماعتِ مومنین کو ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے اور ان میں اتحادو یکجہتی قائم رکھتی ہے ۔اس مقام پر فائز ہونے والا وجود خدا تعالیٰ کے جلال اور اقبال کا پرتَو ہوتا ہے ۔خلافت وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہی ہم سرسبز و شاداب رہ سکتے ہیں اور جو اس سے جُدا ہوتا ہے وہ خشک اور بے ثمر شاخ بن کر رہ جاتا ہے جو کاٹ پھینکنے کے لائق ہے ۔ایمان کی ترقی اوراعمال کی قبولیت کے لئے بھی خلافت سے وابستہ رہنا ناگزیر ہے ۔ خلیفہ وقت کواللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کا نشان دیا جاتا ہے اور اس کے انفاخِ قدسیہ اورانفاسِ روحانیہ سے بہتوں کوروحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفاء ملتی ہے ۔خلیفۂ وقت چونکہ خدا کے مقدس نبی کا قائمقام اور جانشین ہوتا ہے اس لئے وہ نبی کی روحانی تاثیرات اور قوتِ قدسیہ کا مظہر کامل ہوتا ہے۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں اُمّت کو خلافت کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔

وَقَدِ اسۡتَخۡلَفَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ خَلِیۡفَۃً لِیَجۡمَعَ بِہٖ اُلۡفَتَکُمۡ وَیُقِیۡمَ بِہٖ کَلِمَتَکُمۡ

(دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد 3صفحہ 758۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان اگست 1956ء)

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ مقرر فرمایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تمہارے اندر اُلفت پیدا کرے اور تمہارے اتّحاد کو مضبوط اور محکم بنائے ۔

پس خلیفۂ وقت کا وجود اُمّت کے اتّحاد ،یکجہتی اور ترقی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ایک مضبوط مرکز ہوتا ہے۔ جس کے گرد نظام سلسلہ کے بے شمار پروگرام اور منصوبے گردش کرتے ہیں اور قومی اجتماعیت اور استحکام کے لئے وہ ایک سنگِ میل ہوتا ہے ۔ وہ ایک مینارِ نور اور قبلہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر قوم کا ہر فرد اپنی سوچ کا قبلہ درست کرتا ہے ۔اس کی مضبوطی قوم کی مضبوطی ہوتی ہے۔ خلافت کے استحکام سے قوم اور جماعت کا استحکام وابستہ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ جب تک امام کے پیچھے پیچھے چلتے رہو گے اور اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر سجائے رکھو گے تو کامیابی اور کامرانی تمہارا مقدر بنے گی اور تم رشدوہدایت سے ہمکنار ہوتے رہو گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔اِنَّمَا الۡاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنۡ وَّرَآءِہٖ وَیُتَّقٰی بِہٖ۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب یُقَاتَلُ مِنۡ وَّرَاءِ الۡاِمَامِ وَیُتَّقٰی بِہٖ)

امام تو ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے ہوکر لڑاجاتا ہے اور جس کے ذریعہ بچا جاتا ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے اور اُن کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے شخص کو بہت ناپسند فرمایا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایسے شخص سے مکمل قطع تعلق کا حکم دیا ہے۔

عَنۡ عَرۡفَجَۃَ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ مَنۡ اَتَاکُمۡ وَ اَمۡرُکُمۡ جَمِیۡعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَاحِدٍ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّشُقَّ عَصَاکُمۡ اَوۡ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمۡ فَاقۡتُلُوۡہُ

(صحیح مسلم۔کتاب الامارۃ۔باب حُکۡمُ مَنۡ فَرَّقَ اَمۡرَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَھُوَ مُجۡتَمِعٌ)

حضرت عرفجہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تمہارے پاس آئے ۔ تم ایک شخص پر متفق ہو اور وہ تمہارا عصا توڑنا چاہے یا تمہای جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو اُسے قتل کردو۔(قتل کے معنے مکمل قطع تعلق کے بھی ہوتے ہیں)

اسی حقیقت کے پیش نظر ایک بار حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مخاطب کرکے عرض کیا تھا کہ ’’بخدا اگر آپ کو گزند پہنچا تو اسلام کا نظام باقی نہ رہے گا۔‘‘ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد 2صفحہ 177)

حضرت علیؓ نے بھی آپؓ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ’’اللہ کی قسم! اگرآپ کو صدمہ پہنچ گیا تو پھر اسلام کا نظام کبھی قائم نہ رہ سکے گا‘‘

حضرت شاہ محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ (24اکتوبر 1786ء۔ 6مئی 1831ء)حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے اور حضرت سید احمد بریلویؒ کے دستِ راست تھے۔ آپ ایک جیّد اور متبحّر عالم تھے۔آپ کو سیف و قلم دونوں سے اسلام کی شاندار خدمات کی توفیق ملی ۔ آ پ نے اپنی کتاب ’’منصب امامت‘‘ میں بڑی تفصیل کے ساتھ خلافت کے مقام کو واضح کیا ہے اور بڑے ہی لطیف پیرایہ میں خلافت کی عظمت و شان بیان کی ہے۔ آپؒ خلیفۂ راشد اور باقی صلحاء میں نسبت بیان کرتے ہوئے تحریرکرتے ہیں کہ ’’امام رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے۔باقی تمام اکابر اُمّت وبزرگان ملت ملازموں اور خدمتگاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابرِ سلطنت و ارکانِ مملکت کے لئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسّل موجبِ سعادت ہے اِسی طرح اس سے مقابلہ کرنا شقاوت کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگی رکھنا رسول سے یگانگی ہے اور اس سے بیگانگی رسول سے بیگانگی کے مترادف ہے۔‘‘

(منصب امامت صفحہ 110۔ مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور ۔سن اشاعت 2008ء)

خلافتِ راشدہ کے بابرکت دَورمیں اسلام کو جو عروج وکمال حاصل ہوا ، اُس کا تذکرہ ایک مضمون میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ۔ذیل میں اُن فتنوں اور سازشوں کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے جنھوں نے خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں سر اُٹھایا اور پھر عظمتِ خلافت کی بدولت جھاگ کی طرح بیٹھ گئیں۔آنحضور ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی پورے عرب میں ارتداد کی ایک ایسی لہر اُٹھی، جس نے پورے جزیزہ نما کو اپنی لپیٹ میں لے لیاجس سے مسلمانوں کی وحدت شدید خطرے میں پڑگئی ۔ جیسا کہ ایک شیعہ بزرگ رائٹ آنریبل سیّدامیر علی صاحب اپنی کتاب (History of the Saracens)جس کا اردوترجمہ ’’ تاریخ اسلام‘‘کے نام سے شائع ہوا ہے ،میں لکھتے ہیں۔

’’جونہی آنحضرتؐ کے وصال کی اطلاع عرب کے دُور دراز علاقوں میں پہنچی تو بغاوت کی آگ پھر سے بھڑک اُٹھی ۔مسلمانوں کو اس صورتحال سے بڑی تشویش ہوئی ۔بعض قبیلے جنہوں نے بت پرستی کو حال ہی میں ترک کیا تھا، پھر سے بری عادتوں میں گرفتارہوگئے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے کرچکے تھے، اب ان لوگوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کردیا۔ تھوڑی مدت میں اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا ۔ ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی فوجوں سے لڑنا تھا۔‘‘

(تاریخ اسلام صفحہ 28چوتھا باب۔ناشر:الفیصل ،غزنی سٹریٹ ، اردوبازار لاہور)

گویا ارتداد کی اس خوفناک لہر نے ایک بار تو قصرِ اسلام کو لرزہ بر اندام کردیاتھا ۔ ابنِ اثیر نے اُس وقت کے حالات کا نقشہ یوں کھینچا ہے :۔ ’’تَضَرَّمَتِ الۡاَرۡضُ نَارًا‘‘ زمین کو گویا آگ لگ گئی تھی ۔ اس ہولناک فتنہ کے درج ذیل مکروہ رُخ تھے ۔

- منافقین نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔
- جھوٹے مدعیان نبوت نے اسلام کے قصرِ عالی شان کی جڑوں پر تبر رکھ دیا۔
- منکرین زکٰوۃ نے بغاوت کا پرچم بلند کردیا۔

یوں لگتاتھا کہ یہ خوفناک فتنے شوکت اسلام کو پامال کرکے رکھ دیں گے مگر خدائے ذوالجلا ل نے اپنے وعدہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ(النور:56) کے مطابق خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو پھر سے استحکام، تمکنت اور عظمت سے ہمکنار کردیا۔ اُس نے اپنے خلیفۂ برحق حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غیرمعمولی عزم وحوصلہ عطا فرمایا ۔ جس کے آگے یہ تاریک بادل اور ہولناک فتنے دیکھتے ہی

دیکھتے دھوئیں کی طرح غائب ہوگئے اور آندھی کی صورت اُٹھنے والے بگولے ،گرد کی صورت بیٹھ گئے ۔ اور کاروانِ اسلام پوری شوکت کے ساتھ پھر ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلك۔

یہاں عظمت وشوکت خلافت کی اہمیت کو چار چاند لگانے والا وہ واقعہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔جب اپنی آخری علالت کے دوران حضور نبی مکرم ،سیّد ولد آدم ،حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ شام کا بدبخت اورناعاقبت اندیش بادشاہ اپنی طاقت کے نشے میں سرشار، مست ہاتھی کی طرح مدینہ پر لشکر کشی کرنے اور مسلمانوں کو صفحہٴ ہستی سے مٹانے کے لئے فوجی تیاریاں کررہا ہے۔ آنحضورﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سپہ سالاری میں ایک اسلامی فوج تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ابھی یہ لشکر تیاری کے مراحل طے کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ کی روح پرفتوح اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوگئی ۔حضور نبی پاکﷺ کی وفات جماعت مومنین کے لئے کسی قیامت سے کم نہ تھی ،صحابہؓ غم کے مارے نڈھال تھے ۔اُن کی روحیں گھائل اور جگر چھلنی تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ قبائل عرب تک حضورﷺ کی وفات کی خبر پہنچی تو اُن میں سے کئی نومسلم قبائل جن کو ہنوز حلاوت ایمانی پوری طرح نصیب نہ ہوئی تھی اور جن کی تربیت میں ابھی بہت کمی تھی ۔اُن میں سے بعض ارتداد کی راہ اختیار کرنے لگے ۔ دُشمنانِ اسلام پہلے ہی اسلام کے نوخیز پودے کو جڑوں سے اُکھاڑنے کے دَرپے تھے اُنہوں نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا ،وہ بھی بڑے زور و شور کے ساتھ اسلام کو صفحہٴ ہستی سے مٹانے کی تیاریاں کرنے لگے ۔ ایسے حالات میں گویا عناد، ارتداد اور مخالفت کا ایک طوفان بدتمیزی ہر طرف موجزن تھا جو اسلام کی ہچکولے کھاتی ناؤ کو اپنے ساتھ بہا لے جانا چاہتا تھا ۔علامہ ابن ِ خلدونؒ ان حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یعنی اپنی قلتِ تعداد اور کثرت دُشمن کی وجہ سے اپنے نبیؐ کی وفات کے باعث مسلمانوں کی حالت ایسی تھی جیسے طوفانِ بادو باراں والی شبِ تیرہ وتار میں بکریوں کا ریوڑ ہو ۔

(تاریخ ابن الخلدون جلد 2صفحہ 56)

ان پُر آشوب حالات میں جبکہ مسلمانوں پر خوف کا عالم طاری تھا خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا (النور:56) ’’اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔‘‘ بڑی شان کے ساتھ پورا کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفۃ الرسول اور امیرالمومنین کی خلعت عطا فرماکر اس بظاہر ہچکولے کھاتی اور ڈوبتی ہوئی ناؤکو اپنے ہاتھ سے سہارا دیا۔حضرت ابو بکر صدیقؓ کفرو اِرتداد کے اس طوفان اور شام کے اُس غرور کے پتلے حکمران کے سامنے عزم و استقلال کی ایسی پرعزم چٹان بن گئے کہ جو بھی طوفان بدتمیزی آپ کے سامنے آیا وہ جھاگ کی مانند آپ ہی آپ بیٹھ گیا۔ آپؓ کے عزمِ صمیم اور کمال دُور اندیشی کے سبب دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام ونامراد اور خائب و خاسر ہوکر رہ گیااور اسلام کا یہ قافلہ بڑی قوت اور شان کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگیا۔دوسری طرف بڑے بڑے جلیل القدرصحابہؓ، وہ عظیم المرتبت جری صحابہؓ جن میں عظیم الشان سپہ سالار بھی شامل تھے کہ جن کی ہیبت سے ایک زمانہ کانپتا تھا جن کے مصمّم ارادوں کے آگے چٹانیں بھی موم ہوجایا کرتی تھیں ۔ان نازک حالات سے خوفزدہ تھے۔ اُن کی طاقتوں کو اُن کے آقا ومطاع ﷺ کی جُدائی کے صدمہ نے مضمحل کردیا تھا ۔وہ بدلتے ہوئے حالات کو دُنیا کی نظر سے دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ، خلیفۃ الرسولؐ کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ جنگی مہارت رکھنے والے تمام افراد اگر شام کی طرف چلے گئے ،تو دُشمن حالات کا فائدہ اُٹھا کر مدینہ پر حملہ کرسکتا ہے اوراسلام کا شیرازہ بکھر سکتا ہے۔مگر خلعت خلافت کے اَمین خدا سے تائید یافتہ خلیفۃالرسول حضرت ابوبکرصدیقؓ نے اپنی خدا داد بصیرت اور تائید خدا وندی پر کامل توکل کرتے ہوئے فرمایا۔

لَوۡ خَطَفَتۡنِیَ الۡکِلَابُ وَالذِّئَابُ لَاَنۡفَذۡتُہٗ کَمَا اَمَرَ بِہٖ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَا اَرُدُّ قَضَاءً قَضٰی بِہٖ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَوۡلَمۡ یَبۡقَ فِی الۡقُرٰی غَیۡرِیۡ لَاَنۡفَذۡتُہٗ۔

(ابن اثیر ذکر اَنفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ۔بحوالہ خلافت روشنی صبح ازل کی صفحہ 6)

اگر کتّے اور بھیڑیئے مجھے گھسیٹتے بھی پھریں تو بھی میں اس لشکر کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق بھجواکر رہوں گا اور میں رسول اللہ ﷺ کا جاری کردہ فیصلہ نافذ کرکے رہوں گا۔ ہاں اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تو بھی میں اس فیصلہ کو نافذ کروں گا۔ایک اور روایت کے مطابق آپؓ نے فرمایا ۔

وَالَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَلَوۡ جَرَّتِ الۡکِلَابُ بِاَرۡجُلِ اَزۡوَاجِ النَّبِیِ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامِ مَا رَدَدۡتُ جَیۡشاً وَجِھِہ رَسُوۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامِ وَلَا حَلَلۡتُ لِوَاءً عَقَّدَہٗ

(تاریخ الخلفاء ص 61۔دار ابن حزم للطباعۃ النشر وَالتَوزِیۡع ۔ بیروت لبنان۔الطّبعۃ الاُولیٰ 1424ھ۔2003ء)

اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اگر کتّے ازواج نبیﷺ کے پاؤں تک آجائیں تو میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے خود روانہ کیا ہے اور نہ میں اس جھنڈے کی گرہ کھول سکتا ہوں ۔

اور پھر وہ لشکر باوجود انتہائی نامساعد حالات کے روانہ ہو کر رہا۔صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عالی مقام اور بلندمرتبہ سے کون واقف نہیں ! جن کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ (التوبۃ:100) ’’اللہ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اُس سے راضی ہوگئے‘‘ کا آسمانی خطاب ملا۔رسول خدا ﷺ نے اُن کے بارہ میں یہ فرماکر کہ اَصۡحَابِی کَالنُّجُوۡمِ بِاَیِّھِمُ اقۡتَدَیۡتُمۡ اِھۡتَدَیۡتُمۡ کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے، راہ ہدایت پاجاؤگے،صحابہ کرامؓ کی بلند شان اورعالی مرتبہ کوبہت واضح فرمایادیاہے ۔

ان حالات میں ایک طرف نور بصیرت رکھنے والے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ ہیں،جن کے سینے علم قرآن سے منور اور حُبِّ رسول کی دولت سے مالامال ہیں جن میں سے ہر ایک مینارۂ نور اور آسمان ہدایت کا روشن ستارہ ہے،جن کی صحبت میں خدا یاد آتا ہے۔ اس مرتبہ اور شان کے حامل صحابہؓ دربار خلافت میں !!دربارِ ابوبکرؓ میں سر جھکائے کھڑے ہیں ۔ آج دربارِ خلافت میں اُن سب کے ارادے،اُن سب کی سوچیں،اُن سب کی تجویزیں اورآراء،اُن سب کی فہم وفراست اور اُن کا رُعب و دَبدبہ، خلیفہ وقت کے فیصلہ اور عزم کے سامنے کچھ حیثیت نہ رکھتا تھا۔ وہ سب عجزو انکسار کا پیکر بن گئے۔ وہ جو دوسروں کے لئے ہدایت کا سامان کرنے والے تھے اب خلیفۂ وقت کے سامنے علم وہدایت کے لئے شاگردانِ رشید بن گئے ۔ یہ ہے نظام خلافت، یہ ہے شان خلافت اوریہ ہے مقام خلافت!!!

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت وفرمانبرداری کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیاجو رہتی دُنیا تک تمام اُمّت کیلئے اپنی مثال آپ بن گیا۔چنانچہ آئندہ پیش آنے والے حالات و واقعات نے ثابت کردیا کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کیا گیا فیصلہ ہی صحیح فیصلہ تھا اور خدا تعالیٰ کی تائید اُس کے ساتھ تھی۔ اس واقعہ نے اُمّت مسلمہ پر خلیفۂ راشد کی عظمت وشان عیاں کردی ۔کیونکہ اگر حضرت اسامہؓ کا لشکر روک لیاجاتا تو احکام رسولؐ کو ٹالنے کی ایک راہ خدانخواستہ نکل سکتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتہائی نامساعد حالات میں یہ فیصلہ کیا اور پھر خداتعالیٰ کی تائید نے جس طرح عملی طورپر اسے درست فیصلہ ثابت کردیااُس سے صحابہؓ کا ہی نہیں آج تک اُمّت کے ہر فرد کا خلافت پر ایمان ویقین مضبوط ہوگیا۔

آپؓ کے اس مدبّرانہ فیصلہ کی وجہ سے اوربہت سارے فوائد کے ساتھ ساتھ سب سے بڑ ا فائدہ اسلامی لشکر کو روانہ کرنے کے بعد یہ ہوا کہ دُشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ ایسے خطرناک حالات میں ایک لشکر روانہ کیا گیا ہے تو ضرور مسلمانوں کے پاس ایک بہت بڑی فوج مدینہ میں بھی موجو دہے ۔ خلافت کی برکت سے دُشمن مرعُوب ہوگیا۔اُس کی حوصلے پست ہوگئے اور اُسے مدینہ پر حملہ کرنے کا منحوس فیصلہ تبدیل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہااوراُس کے تمام بدعزائم خاک میں مل گئے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے مقام خلافت کی عظمت و اہمیت کو ان الفاظ میں اُجاگر فرمایا ۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے ذریعہ تمہیں ضلالت اور تفرقہ سے نکالا اور تمہارے دلوں میں اُلفت قائم کی ۔ پھر اللہ نے تم پر ایک خلیفہ مقرر کیا تاکہ تمہارے دِلوں میں الفت ومحبت قائم رکھے اور تمہارے مقصود کو غلبہ عطا کرے ۔

(دائرہ المعارف القرآن الرابع عشر محمد فرید وجدی جلد 3صفحہ 758زیر لفظ خلف)

پس یہ خدا تعالیٰ کی اعجازی طاقت ہی تھی جس نے خوف اور فتنہ کے اس عالم میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو منصبِ خلافت پر فائز کرکے اپنی مدد اور نُصرت کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھایا اور آپ کو وہ ہمت اور اِستقلال بخشا کہ آپ کے عزمِ صمیم کے سامنے پہاڑوں جیسے خطرات سمندر کی جھاگ ثابت ہوئے اور اسلام کا قافلہ مزید سرعت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رَواں دَواں ہوگیا ۔ اس ضمن میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول کس قدر برحق ہے ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد نفاّق نے سر اُٹھایا، عرب مرتد ہوگئے اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کرلی ، اتنی مشکلیں جمع ہوگئیں کہ اگر اتنی مشکلات پہاڑپر پڑتیں تو وہ بھی اس بار کو نہ اُٹھا سکتا لیکن میرے والد ابوبکر صدیقؓ نے زبردست استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور ہر ایک کا حل نکالا۔

(تاریخ الخلفاء (مترجم)صفحہ 206۔شائع کردہ پروگریسو بکس اُردو بازار لاہور ۔سن اشاعت اکتوبر 1997ء)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

ہمارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہوگیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہوگئے تھے بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہوگئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابوبکرؓ خلیفہ مقرر کئے گئے اور اُن کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہواجیسا کہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہؐ مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہوجاتا اور زمین سے ہموار ہوجاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتاہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی رُوح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ مضبوط ہواور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اَب تو مضبوط ہوجا۔ یہی حکم قضاء و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکرؓکے دل پر بھی نازل ہوا تھاتناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابوبکر بن قحافہ اور یشوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ،روحانی خزائن جلد 17صفحہ 185)

پس نبوّت کے بعد نظام خلافت کو جاری کرنا اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت اور ربّ العالمین کا اپنے بندوں پر ایک احسان عظیم ہے کہ مَبادا وہ فیضان نبوت سے محروم ہوکر ایک بار پھر جہالت کے اندھیروں میں نہ جاپڑیں ۔ انتہائی خوف کے اس عالم میں خداتعالیٰ کی قدرت کا زبردست ہاتھ اُنہیں سہارا دیتا ہے اور اس گرتی ہوئی جماعت کو سنبھالتے ہوئے اس کی باگ ڈور اُنہی میں سے ایک ایسے شخص کے سُپرد کردیتا ہے جو اُس کی نظر میں سب سے زیادہ موزوں اور اس منصبِ جلیلہ کا اہل ہوتا ہے ۔گویا نبی کی وفات کے بعد خلافت کا قائم ہونا ، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مرضی کے تابع ہوتا ہے ۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے متعدد ارشادات سے بھی اس کی

تائید ہوتی ہے۔حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا :جب بھی کوئی نبّوت آئی اس کے بعد خلافت قائم ہوئی۔

(مجمع الزوائد، جلد5 صفحہ 188۔ دارالکتاب العربی قاہرہ، بیروت 1407ھ)

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد مبارک ہے کہ مَا مِنْ نُبُوَّةٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔

(کنزالعمّال جلد 11 صفحہ 259۔ ناشر مکتبہ التراسل اسلامی بیروت۔ لبنان)

یعنی ہر نبّوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

خلافت کی اسی عظمت و اہمیت اور ضرورت کی پیش نظر وعدہ ٔ الٰہی بھی یہی ہے کہ نبّوت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56) اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ اس اُمّت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دُور کریں اور آسمانی روشنی پاکر دین کی صداقت ہر یک پہلو سے لوگوں کو دکھاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں ۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 344)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کا نظام جاری فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ذریعہ برکات رسالت ونبّوت کی اشاعت کا سلسلہ قائم فرمادیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق دین حق کو تمام اَدیان باطلہ پر غالب کرنے اور سید الانبیاء ﷺ کے برکات وفیوض کی عالمگیر اشاعت کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونا مقدر تھا۔ آنحضور ﷺ نے اپنی اُمّت کو تاکیدی ارشاد فرمایا کہ وہ مسیح ومہدی جس نے تمام اَدیان پر آپؐ کے دین کو غالب کرنا تھا جب وہ آئے تو اُس کی بیعت کرنا ۔چنانچہ فرمان نبویؐ ہے۔ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔(ابوداؤد جلد2 باب خروج المہدی ۔ مستدرک حاکم جزو 4 کتاب الفتن والملاحم صفحہ 464) جب تم اُسے دیکھو تو اس کی ضرور بیعت کرنا خواہ تمہیں برف کے تَودوں پر گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے ۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی اسی تقدیر اور فیصلے کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ۔آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایااور اس کے بعد 12جنوری 1889ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعہ شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اور بیعت کرنے والے احباب کو 20مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچے کا ارشاد فرمایا۔ 23مارچ 1889ء وہ تاریخی دن تھا جب آپؑ نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید لدھیانہ میں مخلصین سے بیعت لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی ۔ حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ نے سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کی ۔ چالیس قدّوسیوں نے پہلے روز بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضور علیہ السلام کے وصال (26مئی 1908ء)کے بعد رسول کریم ﷺ کے ارشاد ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ۔(مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الانذار و التحذیر) کے مطابق 27مئی 1908ء کو پھر سے خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوا اور مخلصین جماعت نے حضرت مولانا نورالدینؓ کے ہاتھ پر خلیفۃ المسیح الاوّل کی حیثیت سے شرف بیعت حاصل کیا۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ مہدی علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کے قیام اور اُس کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ’’خلیفۂ راشد وہ شخص ہے جو منصبِ امامت رکھتاہو اور سیاست ایمانی کے معاملات اس سے ظاہر ہوں۔ جو اس منصب تک پہنچا وہی خلیفہ راشد ہے۔ خواہ زمانہ ٔسابق میں ظاہر ہوا خواہ موجودہ زمانہ میں ہو، خواہ اوائل اُمّت میں ہو، خواہ اس کے آخر میں ۔ خواہ فاطمی نسل سے ہو یا ہاشمی سے ۔ خواہ نسل قصی سے ہو، خواہ نسل قریش سے ۔

اس لفظ خلیفہ کو بمنزلہ لفظ خلیل اللہ ، کلیم اللہ ، رُوح اللہ ، حبیب اللہ یا صدیق اکبر، فاروق اعظم ، ذوالنورین، مرتضیٰ ، مجتبیٰ اور سیدالشہدا ء یا ان کے مانند شمار نہ کرنا چاہئے ۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک لقب بزرگان دین میں سے ایک خاص بزرگ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے ۔اس لقب کے اطلاق سے اسی بزرگ کی ذات تصور کی جاتی ہے اور اسی طرح یہ بھی نہ سمجھ لینا چاہئے کہ لفظ ’’خلفائے راشدین‘‘ خلفائے اربعہ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال سے اُنہی بزرگوں کی ذات متصور ہوتی ہے ۔ حَاشاوَ کَلّا! بلکہ اس لقب کو بمنزلہ ولی اللہ، مجتہد ، عالم ، عابد، زاہد ، فقیہ ،محدث ، متکلم ، حافظ ، بادشاہ ، امیر یا وزیر کے تصور کرنا چاہئے۔کیونکہ ان میں سے ہر ایک خاص منصب پر دلالت نہیں رکھتا۔ جو کوئی بھی اس صفت سے متصف اور اس منصب پر قائم ہو وہی اس لقب سے مقلّب ہوسکتا ہے ۔ پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور آئمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کردیتی ہے اور وہی امام اس زمانے کا خلیفۂ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ ’’خلافت راشدہ‘‘ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس! بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آہی نہیں سکتی !...اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی یعنی وہ خلافت ’’منتظمہ محفوظہ‘‘ ہوگی کیونکہ اس کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذَالِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاسْمُ اَبِيْهِ اِسْمُ اَبِيْ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جَوْرًا۔ اگر دُنیا میں سے کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کردے اُسے اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ اُٹھادے اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہل بیت سے میرے ہمنام اور اُس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہمنام ہوگا۔ بھر جائے زمین خوبی اور انصاف سے ، جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَبَايِعُوْنَهٗ۔شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کے پاس آکر بیعت کریں گے ... نیز وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے ۔ اَلْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُشْبِهُ فِي الْخُلُقِ مہدی علیہ السلام خلق میں میرے مشابہ ہوں گے ...نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدّعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دُعا کی قبولیت کی اُمید رکھنا اور خلیفۂ راشد کی جستجو میں ہروقت ہمت صرف کرنا چاہئے ۔ شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافت راشدہ اِسی وقت جلوہ گر ہوجائے ۔‘‘

(منصب امامت صفحہ 121-116۔ مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور۔ مترجم حکیم محمد حسین علوی ۔سن اشاعت 2008ء)

مولانا ابوالکلام آزاد(1889تا1958ء) متحدہ ہندوستان کے ایک معروف عالم دین، قادر الکلام مقرر اور انشاء پرداز تھے ۔ آپ نے ’’مسئلہ خلافت‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔اس کتاب میں اُنہوں نے خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ’’جس طرح شخصی واعتقادی اور عملی زندگی کیلئے مراکز قرار پائے، ضروری تھا کہ جماعتی اور ملی زندگی کے لئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا۔ لہٰذا وہ مرکز بھی قرار دے دیا گیا۔ تمام اُمّت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرہ کے ٹھہرایا۔ اس کی معیّت،اس کی رفاقت،اس کی اطاعت ، اس کی حرکت پر حرکت ، اس کے سکون پر سکون۔ اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر انفاق جان و مال، ہر مسلمان کے لئے فرض کردیاگیا ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آسکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام ’’خلیفہ‘‘اور امام ہےاور جب تک یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتاہے یعنی کتاب و سنت کے مطابق اس کا حکم ہے ،ہر مسلمان پر اس کی اطاعت و اعانت اسی طرح فرض ہے جس طرح خود اللہ اور اس کے رسول کی۔‘‘

(مسئلہ خلافت، صفحہ 38۔ ناشر: مکتبہ جمال لاہور۔ سن اشاعت 2006ء)

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات درج کئے جارہے ہیں جن سے نظام خلافت کی عظمت و اہمیت واضح ہوتی ہے ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے قیام کی غرض و غایت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحدکرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ (الفضل انٹرنیشنل 23مئی تا5جون 2003ء)

پھر فرمایا۔آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دُعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اُس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے ۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے ۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دُنیا بھر کے علوم جانتا ہو اُس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اُس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی ۔‘‘ (روزنامہ الفضل 30مئی 2003ء)

’’یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں،پوری طرح اس سے وابستہ ہوجائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے ۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہوجائے ۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفہ ٔ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہوجائے ۔‘‘

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ، اپریل 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2010ء میں لجنہ اماء اللہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے نام اپنے پیغام میں تحریر فرمایا۔

آج دُنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کا بابرکت نظام عطا ہوا ہے ۔ پس اس کی برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے،اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی دین ہے ۔ یہی توحید ہے ۔ یہی مرکزیت ہے اور اس کے ساتھ وابستگی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے ۔ اس لیے اس نعمت کی قدر کریں ۔ خدا کا شکر بجالائیں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ادب، احترام ، اطاعت اور وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط تر کرتی چلی جائیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2010ء)

پس خلافت راشدہ ،دین ِاسلام کی بقا ،سربلندی اور استحکام ومضبوطی کا اہم ترین ذریعہ ہے ۔جو رشدوہدایت کی راہ اور جس کے ساتھ وابستگی میں ہی اُمّت مُسلمہ کی ترقی ،کامیابی ، اتّحادویکجہتی اور بقا کا راز مضمر ہے ۔

امۃ القیوم انجم ۔ کینیڈا

اطاعتِ خلافت اور اس کی برکات

خلافت کی تاریخ اتنی ہی پُرانی ہے جتنی کہ خود انسانی تاریخ ۔ خلافت وہ پہلا انعام ہے جو نسلِ انسانی کو آدم علیہ السلام کی صورت میں ملا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (البقرہ:31)یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں اور پھر یہ نعمت آنحضرت ﷺ کے وجود میں جلوہ گر ہوکر اپنے کمال اور معراج کو پہنچی ۔ خدا تعالیٰ نے اپنا عکس اس ذات میں رکھ کر فرمایا کہ اعلان کر دو کہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ خدا کے لئے ہے ۔

ہم جب خلافت اور اس کی اطاعت و برکات کا ذکر کرتے ہیں تو دراصل ہمارے ذہن میں یہی خلافتِ الٰہیہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعے دُنیا میں قائم فرماتا ہے اور نبی کی وفات کے بعد اس کے ماننے والوں میں اس کا تسلسل جاری فرماتا ہے۔ ایسی خلافت اپنے مطاع کے تمام تر خدّوخال اپنے اندر جذب کرنے کی پابند ہوتی ہے۔گویا خلیفہ کا وجود اپنے مطاع کا ظِل اور عکس ہوتا ہے۔وہ چاند کی طرح اُوپر سے ایک امانت کو قبول کرتا ہے اور آگے اس امانت کو منتقل کر دیتا ہے چنانچہ اس کی تمام تر برکات ایک واسطہ کے ساتھ وہی ہوتی ہیں جو وہ اپنے مطاع سے وصول کر رہا ہوتا ہے۔اگر ہم اس نظر سے دیکھیں تو خلافتِ احمدیہ کی برکات اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں کیونکہ یہ ان تمام برکات کی حامل ہیں جو رسولِ پاک ﷺ نے اپنے ربّ سے وصول پا کر اپنے اندر جذب کیں اور پھر ان کو اُمّت میں منعکس فرمایا اور چونکہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنۡ مُحَمَّدٍ فَتَبَارَکَ مَنۡ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ نبی کریم ﷺ سے ہی ساری برکات وابستہ ہیں اس لئے وہ تمام برکات خلافتِ احمدیہ میں ایک واسطہ کے ساتھ جلوہ گر ہیں اور ان کا انتشار ہو رہا ہے۔

خلافت کے ذریعے بندوں کے پاس سب سے قیمتی امانت یعنی توحیدِ الٰہی کی حفاظت ہوتی ہے اور خلیفہ اس بات کا پوری طرح اِدراک رکھتا ہے کہ کسی طور سے شرک کی کوئی آلائش توحیدِ الٰہی کے نور کو دُھندلا نہ کرے گویا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا (النور:56) کا جہاد جاری رہتا ہے۔خلافت کے ذریعے عبادت کو زندہ کیا جاتا ہے اوریٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ (الاعراف:60) کے مطابق یہ کام بھی جماعتِ احمدیہ میں احسن طور پر جاری ہے۔

خلافتِ احمدیہ کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جہاد جاری ہے اور شیطان کے ساتھ ایک جنگ کا محاذ قائم ہے۔مومنین کی جماعت اَلۡاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتِلُ مَنۡ وَرَائِہٖ کے مطابق دُشمن کے ہر وار کا جواب خلیفہٴ وقت کی رہنمائی میں دیتی ہے۔ خلافتِ احمدیہ کے ذریعے حقوق العباد کی نگرانی ہو رہی ہے اور یہ نسلِ انسانی کے لئے ایک عظیم انعام ہے،خلافتِ احمدیہ کے ذریعے کمزوروں اور ضرورت مندوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے منظّم کام جاری ہے۔

جس طرح تمام کائنات ایک کششِ ثقل کے ذریعے اپنے مرکز کے گرد گھوم رہی ہے اور جسمِ انسانی میں بھی دل کی شکل میں ایک مرکز مقرر کر دیا گیا ہے جس کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی عمدہ طور پر ذکر فرمایا ہے آپؐ کا فرمان ہے اَلَا وَاِنَّ فِی الۡجَسَدِ مُضۡغَۃً اِذَا صَلَحَتۡ صَلَحَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ، وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الۡقَلۡبُ کہ سنو جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے اگر وہ خراب ہوا تو سارا جسم خراب ہو جائے گا اور اگر وہ درست رہا تو گویا سارا جسم درست ہے ۔ یاد رکھو کہ وہ دل ہے ۔ اسی طرح خلافت جو مِلّت کی زندگی اور مرکزیت کی علامت ہے اس کو اطاعت کی کششِ ثقل کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے جس سے اس میں ہر جہت سے بہار آجاتی ہے خلافت اور اطاعت لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہیں تو اطاعت نہیں اور اگر اطاعت نہیں تو خلافت نہیں ۔

قرآنِ کریم نے خلافت کی اہمیت کا ذکر اس طور پر فرمایا ہے کہ آیتِ استخلاف (النور: 56) کو دونوں جانب سے اطاعت کے غلافوں میں لپیٹ کر پیش کیا ہےاور اس آیت سے پہلے چار متواتر آیات میں یعنی سورۃ النور کی آیت 52 سے 55 جواِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سے شروع ہوتی ہیں اس میں اطاعت کا مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد کی آیت یعنی آیت 57 میں بھی اطاعت کا مضمون جاری رکھا اور خود اس آیتِ استخلاف میں بھی اطاعت کا مضمون بیان فرمایا اور یہی خلافت کی برکت ہے کہ یہ اطاعت کے پانی سے زندہ رہتی ہے اور پھر مِلّت اور افراد کو زندگی بخشتی ہے جس کے تازہ بتازہ پھل ہم خلافتِ احمدیہ کی شکل میں وصول کررہے ہیں۔

خلافت دو طرف کی اجازت کا مرکزی مقام ہے یہ ایک طرف سے لیتی اور دوسری طرف سے دیتی ہے۔ کیونکہ اپنے متّبوع کا ظِل اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسی کے سایہ میں سفر کیا جائے اس لئے جس قدر کوئی شخص خلافت کی چھتری کے نیچے چلتا ہے اسی قدر وہ خلیفہ کی ذات اور اس کے متّبوع کی برکات جس کا اصل منبع زمین و آسمان کا خدا ہے اس کی برکات حاصل کرتا ہے۔ جو اطاعت کے دائرے سے باہر نکلتا ہے وہ راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور شیطان کا ظِل قرار پاتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنۡ شَذَّ شَذَّ اِلَی النَّارِ جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں جا پڑا۔

خلافت اپنی برکتوں کے لحاظ سے ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کا اجتماعی اور انفرادی فیض ہوا کی طرح عام اور روشنی کی طرح اہم ہے۔اس کی برکات کا شمار ممکن نہیں۔ یہ ایسا آسمانی انعام ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اس برکت کے منبع سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کی ایک ہی شکل ہے اطاعت، اطاعت اور اطاعت۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی نعمتوں سے بھر پور طور پر فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے ۔ ہمارے گھروں کو ان برکات سے بھر دے۔ ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اس فیض سے حصہ پاتی چلی جائیں۔ آمین یا رب العالمین

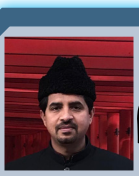

نظامِ خلافت ۔ مبارک نظام

خلافت نبوّت کا فیضانِ عام
خدا کی عطا ہے یہ عالی مقام

خلافت کا جس دل میں ہے احترام
رہے گا زمانے میں وہ شاد کام

رہیں ہم خلافت کے ادنیٰ غلام
نظام خلافت مبارک نظام

خلافت ہے چشمۂ علم و یقیں
خلافت ہمارا ہے حصنِ حصیں

خلافت تو ہے ایک حبلِ متیں
خلافت نبوّت کی ہے جانشیں

خدایا یہ سایہ رہے تا مدام
نظام خلافت مبارک نظام

خلافت کے دُشمن رہیں ہوشیار
خلافت ہمارا ہے عزّو وقار

خلافت پہ کرتے ہیں ہم جاں نثار
خلافت ہی ہے عافیت کا حِصار

خدا کی ہے حمد و ثناء صبح و شام
نظام خلافت مبارک نظام

خلافت ہمارے دُکھوں کی دوا
خلافت ہے منبع فیض و دعا

خلافت ہے امن و محبت کی راہ
خلافت کا سایہ ہماری پناہ

خدایا رہے اس کو حاصل دوام
نظام خلافت مبارک نظام

خلافت نبوّت کی قائم مقام
خدا کے ہے ہاتھوں میں اس کی زمام

نبی کا ہے پَرتَو یہ نورِ تمام
خدا اِن سے ہوتا ہے اب ہمکلام

کرو سب خلافت کا پیغامِ عام
نظام خلافت مبارک نظام

انیس احمد ندیم ۔ جاپان

سدرۃ المنتہیٰ۔کینیڈا

خلافت کی اطاعت کا حکم اور سلسلہ سے دوری کے نتائج

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور: 56)

’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائےاور نیک اعمال بجالائےان سےاللہ نےپختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کریگا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اسکے بعد بھی میری ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے مقصدِ پیدائش مَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلّالِیَعبُدُون کو پورا کرنے کیلئے انبیاءکرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ چنانچہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبی مبعوث ہوتے رہے اور بنی نوع کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ یہ انبیاء زمین میں خدا تعالیٰ کے خلفاء کہلائےاوراپنی تمام زندگی میں لمبی جدّوجہد کے بعد مومنین کی ایک جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔لیکن بشریت کے تقاضا کےماتحت اِس جہاں سے کوچ کرگئے۔

جیسا کہ سورۃ النور کی آیت 56 میں خدا تعالیٰ نبی کی وفات کے بعدمومنین کی خوف کی حالت کو امن سے بدلنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ وعدہ کیسے پورا ہوتا ہے؟ یہ وعدہ خلافتِ حقہ کے قیام کے ذریعہ ہی پورا ہوکرمومنین کی جماعت کو سہارا دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔’’ہر نبوت کہ بعد خلافت ہوتی ہے۔‘‘

(کنزالعمال، کتاب الفتن من قسم الفعال۔ فصل فی متفرقات الفتن جلد 11 صفحہ 115 حدیث نمبر 31444)

اسی سنت کے ماتحت خدا تعالیٰ نےمئی 1908ء کو حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے وصال کے نتیجہ میں افرادِ جماعت کی خوف کی حالت کو حضرت الحاج مولانا نورالدینؓ کے مسندِ خلافت پر متمکن کرنے سے امن میں بدل دیا۔

عطائے خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
سعادت ہے ہمیں حاصل خدا کی اس عنایت کی

خدا تعالیٰ قرآنِ مجید میں مومنین کو حکم دیتا ہے:

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا (آلِ عمران:104)

’’اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ کرو‘‘

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالی خلافت کو حبل اللہ یعنی اللہ کی رسّی قرار دیتے ہوئے مومنین کو اسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد خلافت کی ایسی اطاعت ہے جو اپنی نظیر آپ ہو۔ خلافت سے محبت اور اسکی اطاعت کو ہی خدا تعالی نے اس زمانے میں عافیت کا حصار قرار دیا ہے اور جو بھی اس رسّی کو چھوڑیگا وہ ذلت کی گہرائی میں گرتا چلا جائیگا۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے کہ

’’حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی، اور خوشحالی، اور خوشی اور ناخوشی۔ حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لیے (حاکم وقت کو) سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔‘‘

(مسلم کتاب الامارۃ و جوب طاعۃ الامر ائفی معصیۃ و تحریمھافی المعھیۃ حدیث 4754)

پس مذکورہ بالا آیتِ قرآنی اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اور خلیفۂ وقت کی مکمل اور کامل اطاعت کے بغیر اِن تمام نعمتوں کا حقدار انسان بن ہی نہیں سکتا۔ اور حقیقی محبت، حقیقی اطاعت چاہتی ہے۔ جیسا کے انسان جس سے عشق کرتا ہے تو پھر اسکی ہر بات پہ بغیر کسی سوال کےیقین کر لیتا ہے۔ تو خلیفۂ وقت جو خدا کا چنیدہ وجود ہے اس سے حقیقی محبت اور اسکی اطاعت کا تو معیار ہی کچھ اور ہونا لازم ہے۔ خلیفۂ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے۔

’’یعنی اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے۔ تو اس سے وابستہ ہو جاؤ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کردیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل حدیث 22333)

اس بے پناہ محبت اور قابلِ رشک اطاعت کا مظاہرہ ہم نے اس زمانہ میں حضرت صاحبزادہ عبدالطیف شہیدؓ اور 28 مئی 2010ء کو لاہور میں 80 سے زائد فدائیانِ خلافت کی عظیم الشان قربانیوں کی صورت میں دیکھا۔ جنہوں نے اپنے عہد پورے کر دکھائے وہ رہتی دنیا تک امر ہوگئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اسکی ہدایت سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔‘‘(انوارالعلوم جلد 14 صفحہ 516-515)

پس اطاعتِ خلافت درحقیقت وہ کامل محبت ہے جس میں انسان امامِ وقت کی ایسی پیروی کرے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کی مجسم تصویر بن جائے۔

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تاقیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ’’جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔‘‘

(صحیح مسسلم کتاب باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین)

حضرت مسیح موعودؑکے وصال کے بعد منکرینِ خلافت نے جماعت میں فتنہ پھیلانے کی کوشش کی اور کیسے اپنے آپ کو خلافت سے بالا خیال کیا۔آج ہم اس بات کہ چشم دید گواہ ہیں کہ وہ جو خود کو اس آسمانی نظام سے بالا سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں؟ اور جنہوں نے نظام کی پیروی کی خدا نے انکے لیے آخرت میں تو انعام رکھے ہی ہیں ۔لیکن دنیا میں بھی ان کو عزت سے نوازاہے۔ ایک امام کی قیادت میں جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔

حضرت مصلح موعودرضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، وہ کٹی ہوئی شاخ پھل نہیں لاسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری نصیحت ہے اور میرا پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارو مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔‘‘(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء)

خلافت اور نظام سے دوری انسان کو خدا سے بھی دور کردیتی ہے۔ یہ بات ہمارے روز مرہ کے مشاہدہ میں آتی ہے کہ جو گھرانے یا جو لوگ خلافت سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ ان کی نسلیں تباہی کا شکار ہوجاتی ہیں۔ وہ طرح طرح کی دنیاوی برائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بھٹکی ہوئی بھیڑوں کی طرح ہوجاتے ہیں جن کا کوئی رہنما نہیں ہوتا۔ جس معاشرتی اور اخلاقی تباہی کا شکار باقی دنیا ہے ، خلافت سے کٹ جانے والوں کا بھی ویسا ہی انجام ہوتا ہے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں۔

’’امامِ وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ خودسری گویاکہ رسول کےساتھ ہمسری ہے۔ خفیہ طور پر رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسط کے بغیر قرب الٰہی محض وہم و خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔‘‘

(منصبِ امامت صفحہ 111 از شاہ اسماعیل شہید مترجم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی اینڈ سنز لاہور)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کا حقیقی فدائی بننے اور اس حبل اللہ سے چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلافت کے سائے میں امن و اماں

نورِ ازلی کی جب سے تجلی ہوئی
رخشاں و تاباں عالم یہ سارا ہوا

ظلمتیں ہوگئیں پل میں کافور سب
جب نزولِ مسیحا دوبارہ ہوا

بے سہاروں کو پھر سے سہارا ہوا
جب خلافت کا روشن ستارا ہوا

یہ سیاسی زمینی نہیں سلسلہ
آسماں سے ہے یارو اُتارا ہوا

ہے خلافت کے سائے میں امن و اماں
دُور ہر ایک ہم سے شرارہ ہوا

جو بھی آیا مقابل پہ اپنے کبھی
دیکھتے دیکھتے پارا پارا ہوا

سب ہی پیروں فقیروں سے بیزار دل
اب خلافت ہی آنکھوں کا تارا ہوا

پھول کھلتے ہیں لاکھوں جہاں میں مگر
گل خلافت کا سب سے نیارا ہوا

زمرہِ غیر بھی کہہ رہا ہے یہی
اب نہ بیعت کے بن کوئی چارا ہوا

اپنی سانسیں جڑی ہیں خلافت کے سنگ
اور خلیفہ کے بن نہ گزارا ہوا

ہے یہ حافظ ہر اک دل کی اب تو صدا
ہم خلیفہ کے اور وہ ہمارا ہوا

حافظ محمد مبرور

رفیق مبارک میر

وصیت کا نظام خلافت سے تعلق اور خلافت کے زیر سایہ نظام وصیت کا فروغ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے مسلسل وحی کے ذریعہ آپؑ کی وفات کی اطلاع دی تو ساتھ ہی ساتھ آپؑ کے ذریعہ قائم کردہ جماعت کی دائمی بقاء کیلئے قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت کے ظہور کی خوشخبریوں سے بھی نوازا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے ایک رسالہ ''الوصیت'' تحریر فرمایا اور اس رسالہ کے اوّل حصہ میں نظام خلافت کے اجراء کی پیشگوئی فرمائی اور دوسرے حصہ میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقیات کے لئے مالی ضرورت کے پیش نظر آسمانی بشارتوں کے تحت ''وصیت'' کا نظام جاری فرمایا۔ چنانچہ نظام خلافت کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں۔

''سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرورت ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دِکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے ۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت کا آپس میں گہرا تعلق

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظامِ خلافت اور نظام وصیت کے درمیان پائے جانے والے گہرے تعلق کے بارہ میں متعدد مواقع پر احباب جماعت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ نظامِ خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اس کے لئے قربانیاں بھی دیتے چلے جائیں۔''

پھر فرمایا: ''جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپؑ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے ۔'' (خطبہ جمعہ 6۔اگست 2004ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دُنیا کے احمدیوں کے نام اپنے خصوصی پیغام 21جولائی 2005ء میں فرمایا۔

''پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتاہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے اسی طرح خلافتِ احمدیہ کی اطاعت کا جُوّا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔

پس میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے جو ابھی تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ اُن کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لے کر دینی اور دُنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقا کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام تر ترقیات کے لئے خلافت کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور اُن کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔(آمین)''

خلفاء کرام اور نظام وصیت

حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمانے کے معاً بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کا قیام فرمایا اور حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا اور آپ کی ہی صدارت میں مؤرخہ 29جنوری 1906ء کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اجلاس اوّل منعقد ہوا جس میں مسوّدہ وصیت ریکارڈ کیا گیا اور وصیت سے متعلق انتظامی اُمور طے پائے۔

خلافت ثانیہ میں نظام وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ قادیان 1942ء کے آخری روز ایک معرکۃ الآرا خطاب فرمایا جس میں آپ نے دُنیا میں رائج مختلف اقتصادی نظاموں کا تقابلی جائزہ فرمایا اور ان سب نظاموں میں پائی جانی والی خامیوں کی نشاندہی فرمائی اور ثابت فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کے تحت قائم ہونے والا نظام وصیت ہی صرف ان خامیوں سے پاک ہے اور یہی وہ نظام ہے جس نے بالآخر ساری دُنیا کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنا ہے۔ یہ تقریر ''نظام نو'' کے نام سے شائع شدہ ہے۔ نظام وصیت کے بارہ میں حقیقی شعور حاصل کرنے کے لئے تمام احباب جماعت بالخصوص تمام موصیان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

آپؓ فرماتے ہیں۔ ''عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دُنیا چلاّ چلاّ کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں ۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں ۔ ہندوستان کہے گا کہ آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں، جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دُنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دُنیا میں جاری کیا جائے۔'' (نظامِ نو صفحہ 117)

''غرض نظام نو کی بنیاد 1910ء میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ (یعنی جنگ عظیم دوم)کے بعد یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دُنیا کو آرام دینے والے۔ ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام نو کی بنیاد 1905ء میں قادیان میں رکھی جاچکی ہے۔ اب دُنیا کو کسی نظام نو کی ضرورت نہیں ہے۔'' (نظامِ نو صفحہ 125)

''تحریک جدید کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ ہو گی۔ تبلیغ کے ذریعہ ملکوں کے لوگ احمدیت قبول کریں گے، احمدیت قبول کرنے کے بعد وہ وصیت کریں گے اور ملک ملک میں وصیت کا نظام جاری ہو گا اور اس نظام کے جاری ہونے کے ساتھ احمدیت کو غیر معمولی تقویت اور غلبہ نصیب ہو گا۔ ان اموال کے ذریعہ جہاں اسلام کی اشاعت ہو گی، نیکی اور صالحیت ترقی کرے گی وہاں یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری اور بہبود انسانیت کا کام بھی وصیت کے اموال سے انجام پائے گا ان شاء اللہ۔''

''جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہو گی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دُنیا سے مٹا دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا،بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی،بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہو گی، جوانوں کی باپ ہو گی ، عورتوں کا سہاگ ہو گی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہو گا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دُنیا پر وسیع ہو گا۔''

(نظام نو صفحہ 131۔132)

خلافت ثالثہ میں نظام وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا۔

''نظامِ وصیت جس کی ہم باتیں کررہے ہیں۔اس کے ذریعہ ایک عظیم بیج بودیاگیا............نظامِ وصیت سے صرف نظامِ خلافت پورا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔آپ گھروں میں جاکر الوصیت کو پھر پڑھیں آپ کو پتہ لگے گا۔جس مقصد کے لئے نظامِ وصیت کو قائم کیا گیا۔جس مقصد کو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک تقریر میں صرف ایک پہلو سے بڑا نمایاں کرکے اور بڑے حسین رنگ میں بیان کیا تھا کہ اقتصادی ضروریات کے سلسلہ میں اس کا کیا کردار ہے جو اس نے ادا کرنا ہے اور ہزاروں اس کی برکتیں ہیں۔صرف نظامِ خلافت ان برکات سے حصہ دار بنانے کا انتظام کرسکتاہے۔یہ دونوں Parallel یعنی پہلو بہ پہلو آگے چل رہے ہیں۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1976ء صفحہ 182)

خلافت ثالثہ میں ایک بہت بڑا کام مجالس موصیان کا قیام اور ان مجالس کے ذریعہ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے نیز اس کی تعلیمات پر عمل کروانے کا انتظام کرنا اور اس غرض سے وقف عارضی کی سکیم کو منظم اور فعال کیا جانا تھا۔

آپؒ نے فرمایا۔ ''آج میں موصی صاحبان کی تنظیم (یعنی مجلس موصیان) کا، خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں۔ تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں اُن کی ایک مجلس (یعنی مجلس موصیان) قائم ہونی چاہئے۔ یہ مجلس باہمی مشورے کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے۔ منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہوگا.........تمام خیر چونکہ قرآن میں ہی ہے اس لئے وہ قرآن کریم کے نور سے پورا حصہ لینے کی کوشش کریں اور ان کو بتایا جائے کہ قرآن کریم

کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقف عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی اور ان پر یہ فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں حتیٰ کہ ان کے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی دیگر فرد جو اُن کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے پھر ترجمہ سکھانا ہے۔ پھر قرآن کریم کے معانی پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔“

(خطبہ فرمودہ 5اگست 1966ء)

ویسے تو برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) سے باہر کی تمام وصایا کے معاملات خلافت ثانیہ کے زمانہ سے وکالت مال ثانی تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے توسط سے جاری تھے۔ تاہم مجلس مشاورت پاکستان 1976ء۔1977ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیرونی وصایا کے حسابات و دیگر اُمور وغیرہ کے لئے وکالت مال ثانی میں وصایا بیرون کا باقاعدہ ایک سیل قائم فرمایا اور اس کے لئے الگ ایک نائب وکیل مقرر کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مکرم میاں غلام مصطفٰی صادق مرحوم کا اس آسامی پر پہلا تقرر ہوا۔

خلافت رابعہ میں نظام وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دورِ خلافت میں نظام وصیت کے مقاصد میں سے ایک مقصد تقوٰی میں ترقی کے ساتھ جو غیرمعمولی مالی قربانی کی روح ہے، اس پہلو کے بارے میں مجلس کار پرداز کے نام مختلف مواقع پر اپنی تفصیلی ہدایات اور متعدد موصیان کے نام تفصیلی خطوط میں روشنی ڈالی۔

آپؒ نے فرمایا۔ ”وصیت کی بنیاد وہ روح ہے جس کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے نظام وصیت جاری فرمایا اور وہ روح یہ ہے کہ وہی شخص موصی کہلائے گا جو دینی عمل اور اعتقادات کے لحاظ سے بھی صف اول پر ہو اور مالی قربانی میں بھی ایسی شاندار قربانی پیش کرنے والا ہو کہ آئندہ نسلیں اس کی قربانی کا حال دیکھ کر اس کے لئے دُعائیں کریں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1983ء صفحہ 142,141)

عمر کے آخری حصہ میں وصیت کرنے والوں کے متعلق آپؒ نے فرمایا۔

”جو شخص ساری عمر کی کمائیاں کھائے، جائیدادیں بنانے اور اُنہیں آگے تقسیم کرنے اور زندگی کی رونقوں سے لُطف اندوز ہونے کے بعد ایسی لمبی عمر میں جا کر وصیت کرے اس کا یہ عمل وصیت کرنے کی روح کے ہی خلاف ہے۔اس لئے ایسی وصیتیں شروع میں ہی قبول نہیں کرنی چاہئیں۔“

(رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ رجسٹر نمبر 3 ارشاد نمبر258)

ایک مجلس عاملہ کی رپورٹ پیش ہونے پر آپؒ نے فرمایا۔

”آپ نے جو صورت حال بیان کی ہے یہ نظام وصیت کی بنیادی روح کو نظر انداز کردینے سے پیدا ہوئی ہے۔نظام وصیت کے قیام کا ایک بڑا مقصد عالمگیر غلبۂ اسلام کی خاطر غیر معمولی قربانی کی صورت میں سلسلہ حقہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مالی مدد کرنا بھی تھا۔معلوم ہوتا ہے کہ جن موصیوں کے حوالہ سے آپ نے معاملہ اُٹھایا ہے اُنہیں وصیت کرنے سے پہلے یہ بات بتائی نہیں گئی۔ لیکن اب میں اس بارہ میں سختی سے عمل کروارہا ہوں اور جو وصیتیں نظام وصیت کی بنیادی روح کو نظر انداز رکھنے کے نتیجہ میں منظور ہو چکی ہیں ان پر نظر ثانی کرنے کی ہدایت بھی کر چکا ہوں۔پس جن کو عام قربانی سے بڑھ کر غیر معمولی قربانی کی توفیق نہیں ہے اور وہ اگر اس وجہ سے نظام وصیت میں نہ رہ سکیں تو اُن کا کوئی قصور نہیں ہوگا۔ غربت کی وجہ سے اگر کوئی اس نظام میں شامل ہونے کی توفیق نہیں پا سکتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ جزاء سزااللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ دلوں کے حال خوب جانتا ہے اس لئے فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“

(رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ رجسٹر نمبر3ارشاد نمبر 300)

نظام وصیت جو غیر معمولی مالی قربانی کا متقاضی ہے اس کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مختلف ممالک کے معاشی حالات کے مدنظر منظوری وصیت کے لئے آمدنی کے کم از کم معیار نیز خانہ دار خواتین کی طرف سے حصہ آمد کی ادائیگی کے لئے کم از کم معیار خورد و نوش مقرر فرمائے۔

خلافت خامسہ میں نظام وصیت کا سبک خرام ارتقاء

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منصبِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی نظام وصیت کے انتظامی اُمور سے لمبا عرصہ خاص تعلق رہا ہے۔ افریقہ میں8سال خدمات بجا لانے کے بعد جب حضور انور پاکستان واپس تشریف لائے تو آپ کا پہلا تقرر بطور نائب وکیل المال ثانی (شعبہ وصایا بیرون) ہوا۔ جس پر آپ کو9سال خدمات کی توفیق ملی۔ بعدہ آپ کو ناظر تعلیم اور پھر ناظر اعلیٰ کی اہم ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بحیثیت صدر مجلس کار پرداز 1997ء تا2003ء (6سال) خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی نظام وصیت کو ایسی سبک خرام ترقی ملی کہ گویا اس نظام کا تواحیاءِ نو ہو گیا اور یہ سلسلہ گزشتہ 16 سال سے متواتر بڑھتا چلا جا رہا ہے ۔ الحمد للہ

جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے اختتامی اجلاس کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک معرکۃ الآرا اور تاریخ ساز خطاب فرمایا اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو 2005ء میں نظام وصیت کے 100 سال پورے ہونے پر موصیان کی تعداد 50ہزار اور خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی 2008ء تک کمانے والے افراد کے 50فیصد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ حضور انور نے فرمایا۔ جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا نہیں ہورہے ۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعدادو شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال ان شاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم ازکم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تاکہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں ......میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے ان شاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دُنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہو گی۔ (اختتامی خطاب جلسہ یوکے یکم اگست 2004ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دُنیا کے احمدیوں کے نام اپنے خصوصی پیغام محررہ 21 جولائی 2005ء میں پھر یاددہانی کرواتے ہوئے احباب جماعت کو فرمایا۔

”میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافتِ احمدیہ کو قائم ہوئے ان شاء اللہ 100 سال پورے ہو جائیں گے تو دُنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں اُن میں سے کم از کم 50فیصد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔“

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو صرف مذکورہ بالا ٹارگٹ ہی نہیں دیئے بلکہ ان ٹارگٹس کے حصول کے لئے اپنے خطبات ، خطابات اور ممالک کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز میں متواتر اور بڑی تفصیل کے ساتھ رہنمائی فرماتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر سطح کے سو فیصد جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران نظام وصیت کا حصہ بنیں۔

”سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لیکر نچلی سے نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہو گا۔“

(سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے 26 ستمبر2004ء)

”پہلے اپنی مجلس عاملہ سے شروع کریں۔ جب تک عہدیدار خود وصیت نہیں کریں گے تو دوسروں کو کس طرح کہیں گے۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ فرانس29دسمبر 2004ء)

”سب سے پہلے عہدیداران اپنا جائزہ لیں اور امیر صاحب بھی اس بات کا جائزہ لیں کہ100 فیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14۔اپریل 2006ء بمقام سڈنی آسٹریلیا)

”آپ عہدیداران کو وصیت کی تحریک ضرور کریں۔ ٹھیک ہے وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور وصیت کرے لیکن پھر آپ بھی پابند نہیں ہیں کہ اُسے عہدیدار بنائیں۔اس لئے کہ اُس نے گریجوایشن کی ہوئی ہے اور وہ عقل کی باتیں کر لیتا ہے۔ اس کی بجائے اُسے عہدیدار بنائیں جو اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپ کے جاری کردہ نظام و صیت میں بھی شامل ہے تو گو وہ کچھ کم پڑھی ہوئی ہے اُسے عہدیدار بنائیں۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی 25 دسمبر 2006ء)

”اپنی عاملہ کے ممبران کو توجہ دلائیں اور یاددہانی کروائیں کہ ہر ممبر وصیت کے نظام میں شامل ہو لیکن اس کے لئے آپ نے فورس (Force) نہیں کرنا۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں اس لئے وصیت نہیں کرتا کہ میں شرائط وصیت کو پورا نہیں کر سکتا تو اس سے پوچھیں کیا جو دس شرائط بیعت ہیں وہ تم پوری کر رہے ہو۔ اس طرح تو پھر پورا نہ کرنے کے نتیجہ میں احمدی بھی نہیں رہتا۔ بہرحال ان شرائط پر عمل پیرا ہونے کی ایک کوشش ہوتی ہے اور وہ کوشش کرتے رہنا چاہیے۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نیوزی لینڈ یکم نومبر2013ء)

”نیشنل عاملہ کے ممبران، صدران جماعت، ذیلی تنظیموں کے صدران اور اُن کی عاملہ کے ممبران پھر لوکل جماعتوں اور مجالس کی عاملہ سب کو تحریک کریں اور تحریک کرتے چلے جائیں۔ یہ مستقل کام تسلسل کے ساتھ ہونا چاہیے۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ ناروے3۔اکتوبر 2011ء)

تمام مربیان ،مبلغین نظام وصیت میں شامل ہوں

”جن مربیان کی وصیت نہیں ہے وہ سارے وصیت کریں۔ چونکہ مربّی نے وصیت کی طرف دوست احباب کو راغب کرنا ہوتا ہے اس لئے وصیت ہو گی تو لوگوں کو وصیت کے نظام سے منسلک ہونے کی تلقین کر سکتا ہے۔“

(ملاقات مربیان 3۔اگست 2005ء)

لجنہ اماء اللہ کو نظام وصیت میں شامل کرنے کے حوالہ سے خصوصی ارشاد

وصیّتوں کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ’’عموماً یہاں پر لجنات نہیں کماتیں۔ جو کام کرتی ہیں اور اُن کا کام بھی مناسب ہے اُنہیں وصیت کی تحریک کریں۔ اگر کوئی میکڈونلڈ میں سؤر کے برگر بناتی ہو ایسی عورتوں کو تحریک کرنے کی ضرورت نہیں۔ فرمایا: جو پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں اُن میں وصیّت کرنے کی روح پیدا کریں۔ 15، 16 سال کی عمر میں وصیت ہو سکتی ہے پھر 18سال کی عمر میں وہ اُسے renewکر سکتی ہیں۔‘‘
(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی9جون 2006ء)

ایک اور موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ۔

’’جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ 70،75 سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیّت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھر پور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔‘‘
(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست 2004ء)

نئی وصایا کے حوالہ سے ٹھوس کام کریں

’’تینوں ذیلی تنظیموں کو Push کریں اور صرف Youngster کے پیچھے نہ پڑے رہیں۔ تاکہ زیادہ سے موصی حاصل ہو سکیں اور یہ بھی کوشش کریں کہ اکثر وصیّت کرنے والے کمانے والے لوگ ہوں بجائے اس کے کہ خانہ دار خواتین اور طالب علم وغیرہ اس میں شامل ہوں۔ ان سے کہیں کہ وہ Easy Targetنہ بنائیں بلکہ ایسا منظّم کام کریں جس سے ٹھوس کوشش نظر آتی ہو۔‘‘
(روزنامہ الفضل 13مارچ 2008ء)

چنانچہ جہاں تمام جماعتی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنی کوششوں کو بڑھایا وہاں احباب جماعت بھی اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آسمانی منشاء کے مطابق قائم کردہ اس عظیم روحانی نظام میں جوق در جوق شامل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب سیل رواں کی شکل اختیار کر چکا ہے۔الحمد للہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے بعد سے اب تک بیرون از برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) ہونے والی نئی وصایا کا سال وار گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

سن /سال	نئی وصایا	سال	نئی وصایا
2004-05 ء	3,034	2012-13ء	1,529
2005-06 ء	4,765	2013-14ء	1,443
2006-07ء	4,016	2014-15ء	1,628
2007-08ء	4,569	2015-16ء	3,826
2008-09ء	2,539	2016-17ء	4,471
2009-10ء	1,605	2017-18ء	4,369
2010-11ء	1,543	2018-19ء	6,423
2011-12ء	1,272	**کل میزان**	**47,032**

حضور انور کا نئی وصایا کے سلسلہ میں خاکسار کو دورہ افریقہ کی ہدایت

جلسہ سالانہ یوکے 2017ء کے بعد تمام امراء ممالک، نیشنل صدران اور مبلغین کرام کے ساتھ ہونے والی میٹنگ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اس ادنیٰ خادم راقم الحروف کو برّاعظم افریقہ کا دورہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔

حضور انور کا ارشاد سُنتے ہی ایک دفعہ تو خاکسار سکتہ میں آگیا کیونکہ اوّل نہ تو خاکسار کو تقریر کرنا آتی تھی اور دوسرا کسی کو وصیت جیسی غیر معمولی مالی قربانی کے لئے قائل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ صرف یہ سوچ کر اپنے آپ کی ڈھارس بندھائی کہ یہ تو خدا تعالیٰ کے خلیفہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں وہ خود ہی ان میں برکت عطا فرمائے گا اور دوسرا یہ خیال کہ میں نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ، خلفاء احمدیت اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پڑھ کر سنا دینے ہیں ، باقی آگے اللہ تعالیٰ اُن میں خود برکت عطا فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نا لائق بندہ کی اس سوچ کو اپنے بے پایاں فضل سے اس طرح یقین میں بدل دیا کہ خاکسار کا دَورہ افریقہ بینن سے شروع ہوا۔ وہاں پہنچتے ہی اگلے دن جلسہ سالانہ بینن کا آغاز تھا اور جلسہ کے دو سیشنز کے درمیانی وقفہ میں نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ ہو گئی۔ دوران میٹنگ جب میں حضور انور کے ارشادات پیش کر رہا تھا تو ایک معزّز ممبر بار بار اُونگھ رہے تھے۔ بشری تقاضا کے تحت چند لمحوں کے لئے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خلیفہ وقت نے مرکز سے نمائندہ بھیجا ہے جو اُنہیں کے ارشادات پڑھ کر سنا رہا ہے اور یہ صاحب ہیں کہ اُونگھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ میٹنگ کے اختتام پر جب خاکسار نے یہ عرض کی کہ آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پیش کئے گئے ہیں جو دوست لبیک کہتے ہوئے نظام وصیت میں شامل ہونا چاہتے ہیں، وہ اپنا ہاتھ کھڑا کر لیں۔ تو سب سے پہلا ہاتھ مذکورہ موصوف نے ہی کھڑا کیا اور کہا کہ میری دس جائیدادیں ہیں اور میں اُن میں سے ایک جائیداد وصیت میں پیش کرتا ہوں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اس عاجز کے پہلے دورہ کے پہلے ملک کی پہلی میٹنگ میں ہی میری پہلی سوچ کی تائید کر دی اور ساتھ ہی اس رنگ میں تربیت بھی کر دی کہ یاد رکھنا کہ تمہاری کوشش سے کچھ نہیں ہونا۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام کے ارشادات اور دَورہ کے لئے خلیفۃ المسیح کی دُعاؤں نے نتائج پیدا کرنے ہیں اور پھر سارے دَوروں میں بار بار خدا تعالیٰ کی تائید کے نظاروں کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے دل خدا کی حمد و ثناء سے سرشار ہوتارہا۔

حضور انور کے ارشاد پر افریقی احمدی بھائیوں کا والہانہ لبیک

مکرم امیر صاحب گیمبیا اطلاع دیتے ہیں کہ مبلغ سلسلہ Lower River Region بیان کرتے ہیں کہ وہ اکتوبر 2005ء میں گیمبیا آئے تھےاور تب سے ہی احباب جماعت کو وصیت کے بابرکت نظام میں شامل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن وہ ہر مرتبہ کوئی بہانہ کر دیتے تھے۔ جولائی 2018ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ کے وصیت کے حوالہ سے دَورہ کے بعد جب احباب سے دوبارہ رابطہ کر کے بتایا گیا کہ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے نمائندہ کو بھجوایا ہے تاکہ احباب وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوں تو اس کے بعد سے اب تک ایک بہت بڑی تعداد اپنی غربت اور تعلیم کی کمی کے باوجود صرف حضورانور کے ارشاد پر سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا کہتے ہوئے نظام وصیت میں شامل ہو چکی ہے۔ اس ریجن میں ہی اب تک 1180 نئی وصیتیں ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ

امیر صاحب بینن نے پاراکو بینن کے اجلاس کے بعد نظام وصیت میں شمولیت کا وعدہ کرنے والے ایک مخلص خادم مکرم ابوبکر ہادی کے حوالہ سے اطلاع دی کہ دَورہ کے ایک ماہ بعد موصوف نے اچانک صبح صبح لوکل مبلغ صاحب کو فون کیا کہ وہ ضروری ملنا چاہتے ہیں۔ آتے ہی موصوف نے بہت سارے سیفا فرانک چندہ ادا کر دیا کہ جس دن سے میں نے وصیت کا وعدہ کیا ہے اس دن سے روزانہ کی آمد کا دسواں حصہ الگ رکھتا رہا ہوں(اجلاس میں خاکسار نے روزانہ آمدنی والوں کو چندہ ادا کرنے میں آسانی کے لئے یہ طریق عرض کیا تھا)۔ آج ایک مہینہ ہو گیا ہے یہ میرا چندہ وصیت ہے، گن لیں۔ جب گنے تو وہ 14235 سیفا فرانک تھے جبکہ اس سے پہلے موصوف صرف 1000سیفافرانک ماہوار ادا کرتے تھے اور بعض اوقات آمدن نہ ہونے کی وجہ سے 2 ماہ بعد چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ موصوف خوشی سے آنسو بھری مسکراہٹ میں کہتے جاتے تھے، مجھے وصیت کی برکت سے بہت منافع ہوا۔

مالی کے امیر Kenekon کے دور دراز گاؤں کے ایک ممبر مکرمBakroba کے حوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ موصوف باقاعدگی سے جماعت کا ریڈیو سننے کے عادی ہیں۔ مذکورہ گاؤں دور ہونے اور راستہ خراب ہونے کی وجہ سے مرکزی مبلغ کافی دیر بعد جب وہاں کے دَورہ کے لئے گئے تو موصوف نے بتایا کہ مکرم وکیل المال ثانی صاحب کا پروگرام اُنہوں نے ریڈیو پر سنا تھا ۔وہ وصیت فارم تو پُر نہیں کر سکتے تھے تاہم اُسی دن سے اُنہوں نے وصیت کی شرح سے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ موصوف نے مرکزی مبلغ صاحب کو اپنا چندہ جمع کروایا اور پھر اُن کا وصیت فارم پُر کروایا گیا۔ اس بات پر وہ اتنے خوش تھے کہ اُن کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بار بار یہ کہتے کہ اگر خلافت نہ ہوتی تو آج وہ اس برکت سے محروم رہ جاتے۔ بعد میں موصوف گھر گئے اور علیحدہ سے 5000 سیفا فرانک لا کر دیئے کہ میری طرف سے خلیفہ وقت کو یہ حقیر تحفہ پیش کر دیا جائے۔

مکرم امیر صاحب گیمبیا تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم Malleh Dibba ، جو گاؤں Samba Yassin کے چیف اور جماعت کے صدر بھی ہیں، بتاتے ہیں کہ میں جماعت کی مختلف مالی تحریکات میں تھوڑی رقم دیتا رہا ہوں اور اپنے فیملی ممبران کو بھی اس کی تلقین کرتارہا ہوں۔ لیکن جب سے میں نظام وصیت میں شامل ہوا ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وہ نظارے دیکھے ہیں جو پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔موصی بننے کے بعد سے مجھے ایسے ایسے لوگوں نے ٹھیکےدیئے ہیں جو کہ مجھے جانتے تک نہ تھے۔ پہلے میری اور میرے مرحوم بھائی کی فیملی ایک چھوٹے سے کچے مکان میں رہتی تھی، لیکن اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے ایک پختہ اور کشادہ مکان تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرما دی ہے۔ الحمدللہ

اپنے افریقی بھائیوں خاص طور پر نو مبائعین کو مالی قربانی اور نظام وصیت کی برکات سے پورے طور پر آگاہ نہ کر سکنے کی بلاشبہ ہماری طرف سے ہی کمی ہے۔ جہاں تک افریقی بھائیوں میں اخلاص اور خلافت سے محبت اور اطاعت کا تعلق ہے تو وہ کسی طور پر بھی دوسرے احمدیوں سے کم نہیں ہے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت بلا استثناء تمام افریقی ممالک کی طرف سے حضور انور کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہنا ہے۔ دَورہ کے دوران بلاشبہ تمام 17ممالک کی نیشنل مجالس عاملہ اور تینوں ذیلی تنظیموں کی نیشنل مجالس عاملہ کے تمام کے تمام 100 فیصدغیر موصی ممبران نے نظام وصیت میں شمولیت کا وعدہ کیا۔ اسی طرح اجلاسات کے دوران غیر موصی حاضرین میں سے قریباً 40 فیصداحباب نے موقع پر نظام وصیت میں شمولیت کے وعدے کئے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں کے طفیل اب تک وعدہ کنندگان سے دو گناہ تعداد وصیت فارم پُر بھی کر چکی ہے الحمد للہ۔ ان افریقی ممالک میں دورہ سے قبل موصیان کی تعداد 5917 تھی جس میں پچھلے ڈیڑھ سال میں 6756 کا اضافہ ہو کر کل تعداد 12,673 ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے ۔الحمد للہ۔

افریقی ممالک میں نئی وصایا کا گوشوارہ ذیل میں پیش ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

پہلا دورہ مغربی افریقہ(21دسمبر 2017ء تا25جنوری2018ء)

نام ملک	تاریخ دورہ	دورہ سے قبل تعداد موصیان	دورہ کے بعد نئی وصایا	کل موصیان
بینن	21تا 3 دسمبر	76	114	190
ٹوگو	31 دسمبر تا3جنوری	31	56	87
گھانا	3تا 15جنوری	3,960	1,538	5,498
برکینافاسو	15 تا 21 جنوری	153	384	537
نائیجر	22 تا 25 جنوری	37	31	68
میزان		4,257	2,123	6,380

دوسرا دورہ مشرقی افریقہ(4 اپریل تا14مئی 2018ء)

نام ملک	تاریخ دورہ	دورہ سے قبل تعداد موصیان	دورہ کے بعد سے اب تک نئی وصایا	کل موصیان
کینیا	4 تا 11 اپریل	100	130	230
یوگینڈا	12 تا 19 اپریل	190	363	553
تنزانیہ	20 اپریل تا 3 مئی	325	374	699
ماریشس	3 تا 14 مئی	262	90	352
میزان		877	957	1,834

تیسرا دورہ مغربی افریقہ(19جون تا 16 جولائی 2018ء)

نام ملک	تاریخ دورہ	دورہ سے قبل تعداد موصیان	دورہ کے بعد سے اب تک نئی وصایا	کل موصیان
آئیوری کوسٹ	19 تا 25 جون	72	515	587
لائبیریا	25 تا 29 جون	52	101	153
سیرالیون	29 جون تا6 جولائی	305	436	741
مالی	6 تا 12 جولائی	59	202	261
سینیگال	12 تا 16 جولائی	21	220	241
گیمبیا	16 تا 19 جولائی	221	1,634	1,855
گنی بساؤ	19 تا 22 جولائی	20	371	391
گنی کناکرے	22 تا 28 جولائی	33	197	230
میزان		783	3,676	4,459
کُل میزان		5,917	6,756	12,673

دوران سفر معجزانہ حفاظت

دورہ جات کے دوران خاکسار کا یہ معمول رہا کہ ایک ملک کا دورہ مکمل کر کے روانگی سے قبل حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے فیکس کر دیتا رہا۔ لیکن گھانا سے برکینا فاسو جاتے ہوئے آخری دو دن سفر کی وجہ سے دُعا کے لئے فیکس نہ کر سکا۔ دل میں شدید اضطراب تھا کہ حضور انور کی خدمت میں فیکس کر کے اطلاع نہیں دے سکا۔ بذریعہ فون پیغام نوٹ کروانے پر دل نہیں مانتا تھا۔ جب بالکل بارڈر کے پاس پہنچ گئے اور فیکس لکھنے اور بھجوانے کی بظاہر کوئی صورت باقی نہ رہی تو بامر مجبوری محترم منیر احمد جاوید کی خدمت میں بذریعہ Message درخواست کی کہ حضور انور کی خدمت میں دَورہ غانا کی بخیریت تکمیل اور برکینا فاسو میں داخل ہونے کیلئے دُعا کی درخواست پیش فرما دیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی دعائیہ جواب موصول ہو گیا۔ بارڈر سے دارالحکومت واگا ڈوگو جاتے ہوئے راستہ میں خاکسار کو اونگھ آ گئی۔ گاڑی کی رفتار بھی غالباً تیز تھی کہ اچانک میری طرف والا فرنٹ ٹائر زبردست دھماکے کے ساتھ برسٹ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اس وقت سڑک بھی خالی تھی اور ڈرائیور بھی گاڑی کو کنڑول کر نے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح حضور انور کی دُعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ نے کسی بڑے نقصان سے بال بال بچا لیا۔ الحمد للہ

قبولیت دُعا کا ایک واقعہ

مالی کے دارالخلافہ Bamako میں ہیومینٹی فرسٹ کے ہسپتال کا محترم امیر صاحب، ڈاکٹر صاحب اور چند اصحاب کی معیت میں وزٹ کر کے جب باہر نکلنے لگے تو اچانک ایک خاتون جسے صبح سے زچگی کی دردیں ہو رہی تھیں، سامنے آ گئی اور اپنے لئے دعا کروانے کے لئے کہا۔ خاکسار کو تو زندگی میں اس سے قبل کبھی ایسی صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ چنانچہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ میں تو تیرا گناہگار، ناکارہ بندہ ہوں لیکن یہ یقین ضرور رکھتا ہوں کہ تیرے مسیح موعود سچے ہیں اور یہ کہ اس وقت میں تیرے خلیفہ کے حکم پر یہاں کھڑا ہوں، اُنہیں کے صدقے اس عورت کی مشکل آسان فرما دے۔ دعا کروانے کے بعد کچھ دیر ہم سب ہسپتال کے باہر کھڑے باتیں کرتے رہے اور پھر وہاں سے الوداع ہو گئے۔ اگلے دن جب ڈاکٹر صاحب میٹنگ کے لئے مشن ہاؤس تشریف لائے تو انہوں نے بتایا کہ جب وہ ہمیں الوداع کہہ کر اندر تشریف لائے تو انہیں وارڈ میں سے بچے کے رونے کی آوازیں آئیں تو انہوں نے نرس سے دریافت کیا یہ کون سا بچہ ہے۔ نرس نے بتایا کہ جس عورت نے ابھی دعا کے لئے کہا تھا اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور ماں، بچہ دونوں ٹھیک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید کا یہ زندہ نشان دورہ کی برکت سے دیکھنا نصیب ہوا۔ الحمد للہ

دَورہ انڈونیشیا و ملائیشیا

دَورہ افریقہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس عاجز راقم الحروف کو 2016ء میں انڈونیشیا اور 2017ء میں ملائیشیا کا دَورہ کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ ہر دو جماعتیں بھی نہایت مخلص اور پیارے آقا کے ارشادات پر لبیک کہنے والی ہیں۔الحمد للہ

انڈونیشیا میں موصیان کی تعداد ستمبر 2016ء میں 5783 تھی۔ جس کے بعد محض خداتعالیٰ کے فضل سے تین سالوں میں قریباً 2500 افراد جماعت نے نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی ہے، الحمد للہ۔ اسی طرح ملائیشیا میں موصیان کی تعداد دسمبر2017ء میں 834 تھی جو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کراب 1060 ہو گئی ہے۔ الحمد للہ

وصیت خدا تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے جس نے نظام خلافت کے زیر سایہ پھولنا، پھلنا اور بالآخر ساری دُنیا کو اپنے فیض سے بہرہ ور کرنا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ ’’بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ نظام نہ معلوم کب قائم ہو گا جماعت کی ترقی تو نہایت آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جاتی جو عمارت بے بنیاد ہو وہ بہت جلد گر جاتی ہے یہ جلد بنائے جانے والے نظام جلد گر جائیں گے نظام وہی قائم ہو گا جو ہر کس و ناکس کی دلی خوشنودی کے ساتھ قائم کیا جائے گا۔ گھاس آج نکلتا اور کل سوکھ جاتا ہے لیکن پھل دار درخت دیر میں تیار ہوتا اور پھر صدیوں کھڑا رہتا ہے۔ پس آئندہ جوں جوں ہماری جماعت بڑھتی چلی جائے گی وصیت کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دُنیا میں جس نظام کو قائم کیا ہے وہ بھی بڑھتا چلا جائے گا۔‘‘ (نظام نو صفحہ127)

پھر فرمایا ؟پس جوں جوں تبلیغ ہو گی اور لوگ احمدی ہوں گے وصیت کا نظام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور کثرت سے اموال جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ قاعدہ ہے کہ شروع میں ریل آہستہ آہستہ چلتی ہے مگر پھر بہت ہی تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر خود دوڑنے لگو تو شروع کی رفتار اور بعد کی رفتار میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پس وصیت کے ذریعہ اس وقت جو اموال جمع ہو رہے ہیں ان کی رفتار بے شک تیز نہیں مگر جب کثرت سے احمدیت پھیل گئی اور جوق در جوق لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو گئے اس وقت اموال خاص طور پر جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اور قدرتی طور پر جائیدادوں کا ایک جتّھا دوسری جائیدادوں کو کھینچنا شروع کر دے گا اور جوں جوں وصیت وسیع ہو گی نظامِ نَو کا دن ان شاء اللہ قریب سے قریب تر آجائے گا۔‘‘

(نظام نو صفحہ130۔131)

خلافت خامسہ کے آغاز میں برصغیر (انڈیا ، پاکستان ،بنگلہ دیش) سے باہر موصیان کی تعداد6ہزار سے بھی کم تھی جو حضور انور کی تحریک کے بعد اب بڑھ کر 60ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ اسی طرح کل موصیان کی تعداد 38 ہزار سے بڑھ کر قریباً ڈیڑھ لاکھ ہو چکی ہے اور زندہ موصیان بشمول زیر کارروائی ایک لاکھ دس ہزار ہیں،الحمد للہ۔ جرمنی جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ 12650موصیان کے ساتھ بیرونی ممالک میں اوّل نمبر ہے۔ نیز بڑی جماعتوں میں سے جرمنی وہ پہلی جماعت ہے جس میں کمانے والوں کے 50فیصد نے نظام وصیت میں شامل ہو کر حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کو پورا کرنے کا بھی اعزاز پایا ہے۔لا محالہ ہر دو اعزاز حاصل کرنے میں شعبہ وصایا جرمنی کی انتھک محنت شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرکز کے ساتھ تعاون میں بھی شعبہ وصایا جرمنی صف اوّل میں شامل ہے۔الحمد للہ

اب جبکہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت خدا تعالیٰ کے فضل سے تیزی اختیار کر گیا ہے اب وہ دن دُور نہیں جب حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے مطابق ان شاء اللہ یہ سلسلہ بہت ہی تیز ہو جائے گا۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم حضور انور کے حسب ذیل ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اپنی سستیاں دُور کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کا سلطان نصیر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

’’پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام میں شامل ہو جائیں اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین‘‘ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2004ء)

	27مئی2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:15	18:57
مدینہ منورہ	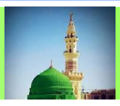	04:07	19:03
قادیان		03:48	19:26
ربوہ		03:28	19:08
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:28	21:04